

غیر مقلدین کی کتاب نماز نبوی! ایک جائزہ



تالیف: عامر انوری

ناشر
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

کتاب کا نام .... کھلے راز

مؤلف .... عامر انوری

بار اشاعت .... اول، اپریل 2010ء

بار اشاعت .... دوم، اکتوبر 2010ء

تعداد 1000

ناشر .... مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

باہتمام .... احناف میڈیا سروس

ملنے کے پتے:

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی سرگودھا

دارالایمان زبیدہ سنٹر اردو بازار، لاہور

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ، چکوال

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار، لاہور

رابطے کے لیے:

www.alittehaad.org

markazhanfi@gmail.com

zarbekaleem313@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

۱۹۹۸ء میں غیر مقلد حضرات کی ایک کتاب چھپی جسکا نام نماز نبوی رکھا گیا، آئندہ گفتگو میں اِس کتاب کے بعض پہلوؤں پر سرسری روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱) ☆ اِس کتاب کے حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب نے ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تقریباً ۱۶۵ روایات کو اِس لیئے صحیح کہا کہ وہ صحیح ابن خزیمہ یا صحیح ابن حبّان میں ہیں، آئندہ گفتگو سے واضح ہوگا کہ اِسی حاشیہ نگار نے اِسی ''نماز نبوی'' اور اپنی دوسری کتاب ''تسہیل الوصول'' میں ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی ۱۹ روایات کو ضعیف کہا ہے۔ یہ دہرا معیار کیوں ہے اور بدلتے پیمانے کس لیئے؟

(۲) ☆ اِس کتاب کا نام تو ''نماز نبوی'' ہے لیکن اسمیں غیر معصوم امتی اور حاشیہ نگاروں کے اقوال کی بھرمار ہے۔ نیز تقریباً ۴۵۰ مقامات پر غیر معصوم امتیوں کے اقوال کا تقلیدی سہارا لیکر احادیث کو صحیح یا حسن کہا ہے۔ تعجّب ہے کہ تقلید کو غلط کہنے والے جب خود تقلید کرتے ہیں تو وہ صحیح کیسے ہوجاتی ہے؟

(۳) ☆ معیار؟ غیر مقلد علماء کے لیئے کوئی علمی معیار مقرّر نہیں نتیجہ یہ ہے کہ حکیم اور ڈاکٹر پبلشر اور تاجر، عوام وخواص جب مصنف و مجتہد اور مفتی و محقق بننے کا شوق لیئے ہوئے میدان میں اترتے ہیں تو انمیں سے بعض مجتہد ''المشرق والمغرب'' کا ترجمہ شمال اور جنوب کرتے ہیں، اور حاشیہ نگاروں کی کھیپ اسپر مہر تصدیق کرتی ہے۔ اِس گفتگو میں بھی آپ اِس علمی معیار کے چھ نمونے ملاحظہ کرینگے۔

(۴) ☆ ضعیف حدیثیں ''نماز نبوی'' دار السلام ایڈیشن ص ۲۳ اور بیت السلام ایڈیشن ص ۶ پر اِس کتاب کے حاشیہ نگار زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب میری معلومات کے

مطابق اسمیں کوئی ضعیف روایت نہیں" جبکہ گیارہ حدیثیں ایسی ہیں جنکو زبیر صاحب نے "نماز نبوی" کے حاشیہ میں صحیح کہا اور انہی گیارہ کو "تسہیل الوصول" میں ضعیف کہا ہے۔ ایک ہی شخص کے کلام میں یہ تضاد کیونکر؟

(۵) ☆ "ترجمے پر اکتفاء کیوں"؟ اس عنوان کے تحت چھ مثالیں مذکور ہیں جن میں احادیث کے غلط حوالے اور احادیث میں حذف و زیادت اور جوڑ توڑ کیا گیا ہے۔

(۶) ☆ "خود بدلتے نہیں" "نماز نبوی دار السلام ایڈیشن میں چند عبارات جو حدیث سے ثابت تھیں یا صحیح مفہوم پر مشتمل تھیں اُنکو بیت السلام ایڈیشن میں حذف کر دیا گیا کہ ان سے اہل حدیث حضرات کے بعض فرقہ وارانہ مسائل پر زد پڑتی تھی۔

(۷) ☆ بے ادبی "نماز نبوی" دار السلام ایڈیشن میں ۲۴۴ مقام پر صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی کے ساتھ حضرت کا لفظ لکھا ہوا تھا جو بیت السلام ایڈیشن میں حذف کر دیا، آخر کیوں؟

(۸) ☆ "نماز نبوی" دار السلام ایڈیشن میں مصنف اور حاشیہ نگار نے متعدد مقامات پر "امّی عائشہؓ" لکھا لیکن بیت السلام ایڈیشن میں امّی کا لفظ ہٹا کر صرف عائشہؓ لکھا۔ آخر ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۵ء تک وہ کونسی نئی تحقیق رونما ہوئی جسکی رو سے صحابہؓ کے نام سے حضرت اور حضرت عائشہؓ کے نام کیساتھ امّی کا لفظ قابل حذف ٹھہرا؟

(۹) ☆ گنبد خضراء اور قبر نبوی شریف کی بابت غیر مقلدین کا دل سوز موقف۔

☆ اور یہ سب کچھ خود غیر مقلدین کی اپنی تحریروں کی روشنی ہیں۔

الغرض جو اہل حدیث آئندہ گفتگو کو غیر جانبداری سے پڑھینگے وہ ضرور اپنے علماء مصنفین، محققین اور اپنے مسلک کے بارے میں سنجیدگی سے نظر ثانی کرینگے اور کوئی جرأتمندانہ فیصلہ کریں گے۔

☆ اس گفتگو میں ناشر کے تعین کے بغیر جہاں "نماز نبوی" کا ذکر کا ہے وہاں دار السلام ایڈیشن مراد ہے۔

(۱) "نماز نبوی" تصنیف ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب

سنی: یہ "نماز نبوی" کیسی کتاب ہے؟

غیر مقلد: ۱۹۹۸ء میں یہ کتاب تقریبا دس علماء کی تالیف، تصحیح و تنقیح اور حاشیوں سے آراستہ ہو کر چھپی ہے اس کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ: "نماز سے متعلق تمام موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے بلا مبالغہ اپنے موضوع پر ایک جامع دستاویز ہے"۔ "اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف اور صرف صحیح احادیث کا التزام کرتے ہوئے ضعیف احادیث سے اجتناب کیا گیا ہے"۔

سنی: بڑی خوشی کی بات ہے کہ نماز سے متعلق تمام موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے یہ جامع دستاویز چھپ گئی، عرصہ دراز سے آپ کے طبقہ سے مطالبہ تھا کہ نماز کے تمام مسائل دلیل سے لکھ کر پیش کرو لیکن وہ اس سے کتراتے رہے، چلیں اس کتاب میں تمام موضوعات مل جائیں گے۔ (گو کہ یہی ڈائیلاگ گزشتہ صدی میں صلاۃ الرسولؐ کی بابت لکھا گیا ہے کہ "یہ ایک جامع اور مکمل کتاب ہے اور نماز کا کوئی پہلو نہیں جو اسمیں چھوڑا گیا ہو" ص: ۷۔ حتیٰ کہ مبشر ربانی صاحب کی پاکٹ سائز "صلاۃ المسلم" کی بابت اسکے ٹائٹل پر بھی لکھا گیا ہے کہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں نماز نبوی کا مکمل نقشہ ہے)۔

غیر مقلد: لیکن جی یہ "نماز نبوی" تو واقعی بڑی جامع دستاویز ہے۔

سنی: اس میں ذرہ یہ مسئلہ دیکھو کہ امام تکبیریں اور سلام اونچی کہتا ہے اور مقتدی آہستہ۔ اس کی کیا دلیل پیش کی گئی ہے؟

غیر مقلد: (کچھ دیر کتاب کی ورق گردانی کے بعد) اس میں تو اس مسئلہ کی دلیل نہیں مل رہی۔ شاید اگلے کسی ایڈیشن میں مل جائے۔

سنی : نماز کے ارکان، شرائط، فرائض، واجبات، سنتیں اور مستحبات، کتنے کتنے ہیں؟ نیز ان کی تعریف اور اس تعریف کی کیا دلیل لکھی گئی ہے؟ ذرہ دیکھیں اور بتائیں۔

غیرمقلد : یہ موضوع تو سرے سے اس کتاب میں موجود ہی نہیں۔ دلائل تو بعد کی بات ہے۔ لیکن فرض واجب سنت مستحب اور جائز ومکروہ کی تقسیم تو مقلد لوگ کرتے ہیں، ہم ان تفصیلات میں پڑتے ہی نہیں۔ بلکہ ہمارے استاذ الاساتذہ نے تو لکھا ہے کہ: نماز کے واجبات، فرائض، سنن اور مستحبات یہ تمھاری بدعت ہے۔ (ملاحظہ ہو: ۳۵۰ سوالات ص: ۱۰۸)

سنی : بجا ارشاد فرمایا جب تم سے نماز کے فرائض واجبات سنن و مستحبات کے تعین کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو تم یہی کہہ کر جان چھڑاتے ہو، چونکہ آج تک تم ان تفصیلات کا تعین ہی نہیں کر سکے اور تمہارا یہ کہنا کہ یہ تعین بدعت ہے اور ہم ان تفصیلات میں نہیں پڑتے اس میں کتنی صداقت ہے؟ یہ جاننے کے لئے تمہاری ہی کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہو:

(۱) "غسل جنابت کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا واجب مسنون یا مستحب ہے"۔ (نماز نبوی ۶۳)

(۲) "ہمارے لئے رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ ؐ کی نماز کی کیفیت معلوم ہو اور ہمیں نماز کے واجبات آداب ہیئات اور ادعیہ واذکار کا علم ہو"۔ (نماز نبوی ۱۵)

(۳) "احادیث میں اوقات، وظائف، فرائض، سنن، مستحبات کی تفصیلی تصریحات موجود ہیں"۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص: ۲۶)

(۴) "اوقات، طہارت، ارکان، فرائض، واجبات، سنن، مستحبات کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے فرمائی"۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ۲۰)

(۵) "فتاویٰ ستاریہ میں سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ اور مستحب کی تقسیم اور تعریف کی گئی ہے"۔ (۱۵۴/۴)۔

(٦) تسہیل الوصول حاشیہ صلاۃ الرسولؐ کے ان صفحات پر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں: فرض (صفحہ ۲۰۵) واجب (صفحہ ۲۷۴) سنن راتبہ (صفحہ ۲۸۳) مستحب + مکروہ (صفحہ ۷۰)۔

☆ الغرض ایک طرف تو تم اِس تعین کو بدعت کہتے ہو اور دوسری طرف تمہاری کتابوں میں فرض واجب سنت مؤکدہ غیر مؤکدہ اور مستحب کی تقسیم کی گئی ہے اِن دو میں سے جو بات صحیح ہے اسکی وضاحت کریں اور پھر اسکی دلیل حدیث سے بیان کر دیں۔

☆ نیز تم کہتے ہو کہ احادیث میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے اور تم لکھتے ہو کہ نماز کے واجبات و آداب و ھیئات وغیرہ کا علم ہو تو تب ہی رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا ممکن ہے تو پھر آج تک تمہاری کسی کتاب میں حدیث کے حوالہ سے ان تفصیلات کے بیان سے گریز کیوں کیا جا رہا ہے؟

☆ نیز جب تم اِن چیزوں کی اس قدر اہمیت بیان کرتے ہو تو پھر تمہارے استاذ الاساتذہ نے کس منہ سے انہیں بدعت کہہ دیا؟ الغرض اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے کسی عالم و جاہل کو نماز کے واجبات و آداب وغیرہ کا علم ہی نہیں تو کیا اس کے لیے رسول اکرم ﷺ کے مانند نماز ادا کرنا ممکن ہے؟ نیز کن چیزوں کے چھوٹنے سے تمہاری نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور کن چیزوں کے چھوٹنے سے تمہیں سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے اس کے لئے بھی ان تفصیلات کا تعین ضروری ہے؟ جیسا کہ خود مولانا اسمٰعیل سلفی ؒ لکھتے ہیں: "احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کی سنن کے ترک پر سجدہ سہو فرماتے"۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۱۰۳)

☆ اب جن سنن کے ترک سے سجدہ سہو کرنا ہوتا ہے ان کا تعین کیوں نہیں کیا جا رہا ؟

غیر مقلد: حقیقت واقعہ تو یہی ہے، اور میں خود بھی تشنگی محسوس کرتا ہوں لیکن ان چیزوں کا مفصّل اور مدلّل تذکرہ مجھے آج تک اپنی کسی کتاب میں نہیں ملا، گو کہ بحث کے موڈ میں ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور ہم ان تفصیلات میں نہیں پڑتے لیکن انکی اہمیت مسلّم ہے۔

سنی: جس چیز کے علم کے بغیر رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا ممکن نہیں جب اسی کا مکمل تذکرہ "نماز نبوی" میں نہیں ہے تو پھر اس کو جامع دستاویز کہنا مبالغہ آرائی نہیں تو اور کیا ہے؟ نیز جب تم میں سے کسی کو بھی اِس تفصیل کا علم نہیں تو پھر تمھارے لئے رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا کیسے ممکن ہے؟

غیر مقلد: بہر حال اس میں صحیح احادیث کا التزام اور ضعیف احادیث سے مکمل اجتناب تو کیا گیا ہے نیز حاشیہ نگار بھی لکھتا ہے کہ "اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے"۔ (صفحہ ۲۳)

سنی: آپنے حسب عادت لاجواب ہوکر موضوع بدل لیا، بہر حال حقیقت تو واضح ہوگئی، اب آپکے اس نئے دعوے کیطرف آئیں۔ "کتاب الصلاۃ" کیلانی (صفحہ ۹، ۱۰) اور "صلاۃ الرسولؐ" سیالکوٹی میں (صفحہ ۲، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۵) پر بھی صحیح احادیث کے اہتمام کا دعوی کیا گیا ہے مگر ان میں ضعیف احادیث کی بھرمار ہے، حتی کہ اِسی نماز نبوی کے صفحہ ۲۰ اور صفحہ ۲۲ پر تمہاری ان دونوں کتابوں کی بابت لکھا ہے کہ ان میں ضعیف اور موضوع روایات آ گئی ہیں۔ تمہارے اسی طرز عمل اور تضاد کی بابت شاعر نے کہا:

سرِ ورق پر یہی ہے لکھا ☆ کہ سب احادیث ہیں صحیحہ
کتاب کھولی تو سب نے دیکھا ☆ بھری احادیث ہیں ضعیفہ

الغرض نماز نبوی میں صحیح احادیث والا دعویٰ بھی ایک خطیبانہ اور غیر مقلدانہ ڈائیلاگ ہی معلوم ہوتا ہے۔

غیرمقلد : لیکن نمازِ نبوی میں تو اکثر احادیث کی بابت محدّثین کی رائے بھی درج ہے کہ فلاں محدّث نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اور یہ ایک امتیازی اقدام ہے۔

سنی : تم بھولے غیرمقلدوں کو مزید بھول بھلیّوں میں گھمانے کیلئے ایک نیا داؤ کھیلا گیا ہے، چونکہ ''صلاۃ الرسول'' کے حاشیہ نگاروں نے کتاب کی ڈھیر ساری ضعیف حدیثوں کی نشاندہی کی تو تمہارے بعض مسلکی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی اور چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں، جن کے تدارک کے لیئے ایک نیا طریقہ واردات اختیار کیا گیا۔

غیرمقلد : آپ ذرہ مجھے اس کی تفصیل بتادیں، چونکہ ''صلاۃ الرسول'' کی (۱۵۵) ضعیف حدیثوں کا راز ہم پر تقریباً پچاس سال بعد کھلا ہے، تو یہ نیا طریقہ واردات نہ جانے ہمیں کب معلوم ہوگا؟

(۲) نمازِ نبوی میں ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح

سنی : تقریباً ڈیڑھ سو سال سے جو تمہارا فرقہ معرض وجود میں آیا اور تم نے انگریز حکومت کی چٹھی نمبر ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء سے اپنا نام اہل حدیث رجسٹرڈ کرایا اور تمہارے فرقے کی نماز کی کتابیں لکھی گئیں اس دوران صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبّان دنیا میں موجود تھیں یا نہیں؟ اور دیگر علماء ان کے حوالے دیتے تھے یا نہیں؟

غیرمقلد: یہ حدیث کی کتابیں تو صدیوں سے موجود ہیں۔

سنی : تمہاری ''نمازِ نبوی'' میں بہت ساری حدیثیں ابن خزیمہ اور ابن حبّان کے حوالہ سے نقل کی گئی ہیں، ان دو کتابوں سے حدیثوں کی اتنی بڑی تعداد تمہاری کسی سابقہ کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اس میں کیا راز ہے؟

دعویٰ ہے بخاری مسلم کا دیتے ہیں حوالے اوروں کے
ہے قول و عمل میں ٹکراؤ یہ کام ہیں اہل حدیثوں کے

غیر مقلد: بات تو غور طلب ہے لیکن میں اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکا۔

سنی : تا کہ ''صلاۃ الرسول ؐ'' سیالکوٹی کی (۱۵۵) ضعیف حدیثوں کی سبکی کو مٹانے کے لئے یہاں یہ کہہ سکیں کہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، ابن حبّان نے اسے صحیح کہا ہے۔

غیر مقلد: تو ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح نقل کرنے میں کیا حرج ہے؟

سنی : یہ ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی کتابیں لیں اور ان میں دکھائیں کہ انہوں نے ہر حدیث کے بارے میں فرمایا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

غیر مقلد : واقعی انہوں نے ہر ہر حدیث کے بارے میں تو نہیں کہا کہ: یہ صحیح ہے لیکن چونکہ انہوں نے اپنی کتاب کا نام صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبّان رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی کتاب کی ہر حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اسی بناء پر ہمارے علماء نے ''نماز نبوی'' کی احادیث کی بابت ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح نقل کی ہے۔ اور یہ موقف ہمارا اور آپ کا متفقہ و مشترکہ ہے ''القول المقبول'' ص ۴۴ میں آپ کے بعض علماء کی بھی یہی رائے نقل کی گئی ہے۔ لہٰذا اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

سنی : ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح کی بابت ہمارے بعض علماء کے موقف سے نہ تم استدلال کرو، نہ اس میں پناہ ڈھونڈو کہ اب یہاں تمہاری مجبوری ہے۔ تم جہاں بھی لاجواب ہو جاتے ہو وہاں ہمارے حوالوں میں پناہ ڈھونڈ ھتے ہو جب تم ہمیں غلط سمجھتے ہو تو پھر ایسا کیوں ہے؟ کیا تمھارے موقف میں اتنی جان نہیں کہ اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکو؟ تم آئندہ باتوں پر غور کر کے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرو کہ تمہارے علماء کے اس موقف میں کتنی جان ہے؟

(۱) صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبّان (الاحسان) کے یہ تحقیق شدہ نسخے لو اور دیکھو کہ انکے محقق حاشیہ نگاروں نے ان کی کتنی حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے؟ اگر ان کی سب حدیثیں صحیح ہوتیں تو حاشیہ نگاران کی کسی حدیث کو ضعیف قرار نہ دیتے۔

(۲) نماز نبوی کے یہی حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب جو جگہ جگہ ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح نقل کرتے ہیں وہی اپنی دوسری کتاب ''تسہیل الوصول'' میں خود ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں یہ دہرے معیار اور بدلتے پیمانے کیوں ہیں؟

سیدھی بات ہے کہ اگر ''نماز نبوی'' میں ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح نقل کرنا ٹھیک ہے تو تسہیل الوصول میں انکی حدیثوں کو ضعیف قرار دینا غلط ہے، اور اگر وہ غلط نہیں تو پھر نماز نبوی میں انہی کی حدیثوں کو مطلقاً اور بالعموم صحیح کہنے میں کیا وزن رہ جاتا ہے؟

(آپ کو معلوم ہے کہ نماز نبوی اور تسہیل الوصول دونوں کا اصل حاشیہ نگار ایک ہی شخص زبیر علی زئی صاحب ہے)

ملاحظہ ہو: ۱۹۹۸ء میں نماز نبوی دار السلام ایڈیشن میں اور ۲۰۰۵ء میں نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن میں ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی ہر روایت کو صحیح کہنے والا حاشیہ نگار اِسی ۲۰۰۵ء میں ''تسہیل الوصول'' میں خود ہی ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی سترہ روایتوں کو ضعیف قرار دیتا ہے:

(۱) ''تسہیل الوصول'' کے صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے: اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا لیکن اس کی سند قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۲) تسہیل الوصول ص ۴۹ پر نجاست آلود جوتی سے متعلق حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت کو ضعیف کہا ہے۔ (جبکہ لقمان سلفی صاحب ص ۲۴ پر لکھتے ہیں کہ ابن حبّان نے اسے صحیح کہا ہے)۔

(۳) تسہیل الوصول کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے: ابن حبّان (ح ۱۲۲۰) اسکی سند قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۴) تسہیل الوصول کے صفحہ ۱۳۸ پر ابن خزیمہ کی حدیث نمبر ۱۵۰۲ اور ابن حبانؒ کی حدیث نمبر ۳۱۰ کو ضعیف قرار دیا ہے (جبکہ اسی حدیث کی بابت نماز نبوی صفحہ ۹۳ پر اسی حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب نے ابن خزیمہ اور ابن حبانؒ کی تصحیح نقل کر کے قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔

(واضح رہے کہ اس حدیث کو لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صلاۃ الرسولؐ صفحہ ۱۰۶ پر اور سندھو صاحب نے القول المقبول کے صفحہ ۳۲۴ پر بھی ضعیف قرار دیا ہے)

(۵) تسہیل الوصول صفحہ ۱۸۱ پر ابن حبانؒ کی حدیث نمبر ۱۸۳۸ کو سعید بن سماک بن حرب کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ (واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صفحہ ۱۳۰ پر اور سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ ۳۷۹ پر بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے)

(۶) تسہیل الوصول صفحہ ۱۶۰ پر ابن حبانؒ کی حدیث ۴۶۲ اور ابن خزیمہ حدیث ۵۷۱ کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی حاشیہ نگار نے نماز نبوی صفحہ ۱۵۲ پر اس کو صحیح کہا ہے (واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے بھی حاشیہ صفحہ ۱۲۰ پر ابن حبانؒ اور ابن خزیمہ کی اسی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے)

(۷) تسہیل الوصول کے صفحہ ۲۱۲ پر صحیح ابن خزیمہ کی حدیث نمبر ۶۲۶ کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۸) تسہیل الوصول صفحہ ۲۵۸ پر ابن خزیمہ کی حدیث ابن مسعود کو ضعیف کہا ہے، (جس کے صحیح ابن خزیمہ میں ہونے کا تذکرہ حاشیہ لقمان سلفی صفحہ ۲۰۱ اور القول المقبول صفحہ ۵۱۷ پر ہے)

(۹) تسہیل الوصول صفحہ ۲۷۵ پر روایت ابو ہریرہؓ ابن خزیمہ کی حدیث نمبر ۸۱۴ اور ابن حبانؒ کی حدیث نمبر ۴۱۰ کو ضعیف قرار دیا ہے (واضح رہے کہ اس کے ضعف کو حاشیہ لقمان صفحہ ۲۱۴ اور القول المقبول صفحہ ۵۴۵ پر بھی بیان کیا ہے۔ نیز اس کے ابن خزیمہ اور ابن حبانؒ میں ہونے کا ذکر بھی کیا ہے)۔

(۱۰) تسہیل الوصول صفحہ ۳۳۴ پر ابن خزیمہ کی حدیث نمبر ۱۴۳۱ کو ضعیف قرار دیا ہے
(واضح رہے حاشیہ لقمان صفحہ ۲۶۳ اور القول المقبول صفحہ ۶۶۰ و ۶۶۱ پر بھی اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے ابن خزیمہ میں ہونے کا ذکر بھی کیا ہے)
(مزید واضح ہو کہ نماز نبوی میں ۱۶۵ سے زائد جگہوں پر ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی روایتیں نقل کی ہیں اور ان کی تصحیح نقل کی ہے صرف اس لئے کہ وہ ان دو یا ایک کتاب میں ہیں۔ اسی "نماز نبوی" صفحہ ۲۶۲ پر ابن خزیمہ کی اس روایت کو ضعیف ہی نہیں بلکہ من گھڑت کہا ہے)

(۱۱) تسہیل الوصول صفحہ ۳۴۴ پر ابن خزیمہ کی حدیث نمبر ۱۴۲۲، ۱۴۰۹ کو ضعیف قرار دیا ہے (واضح رہے کہ حاشیہ لقمان صفحہ ۲۷۳ اور القول المقبول صفحہ ۶۸۴ پر بھی اسے ضعیف کہا ہے اور اس کے صحیح ابن خزیمہ میں ہونے کا ذکر کیا ہے)

(۱۲) تسہیل الوصول صفحہ ۳۴۷ پر ابن حبّان کی حدیث نمبر ۱۰۱۷ حدیثِ علیؓ کو ضعیف قرار دیا ہے (اس کے ابن حبّان میں ہونے کا ذکر القول المقبول صفحہ ۶۹۴ پر ہے)۔

(۱۳) تسہیل الوصول صفحہ ۳۴۹ پر ابن حبّان کی روایت نمبر ۲۰۰۷۔۳۰۰۲ متعلقہ سورۃ یٰس کو ضعیف قرار دیا ہے (واضح رہے کہ حاشیہ لقمان صفحہ ۲۸۱ اور القول المقبول صفحہ ۶۹۹ پر بھی اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے صحیح ابن حبّان میں ہونے کا ذکر کیا ہے)

(۱۴) تسہیل الوصول صفحہ ۳۶۵ پر دعا کے بزرگ و محبوب ہونے والی روایت کو ضعیف کہا ہے (اس کے ابن حبّان میں ہونے کا ذکر حاشیہ لقمان صفحہ ۲۹۴ اور القول المقبول صفحہ ۷۲۹ پر ہے)

(۱۵) تسہیل الوصول صفحہ ۳۶۶ پر ابن حبّان کی روایت نمبر ۲۳۹۸ کو ضعیف کہا ہے۔
(واضح رہے کہ حاشیہ لقمان صفحہ ۲۹۴ اور القول المقبول صفحہ ۷۳۲ پر بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے)

(۱۶) تسہیل الوصول صفحہ ۴۷۳ پر ابن حبّان کی روایت نمبر ۲۳۷۵ کو ضعیف قرار دیا ہے (اس کے ابن حبّان میں ہونے کا تذکرہ حاشیہ لقمان صفحہ ۳۰۴ اور القول المقبول صفحہ ۷۵۸ پر ہے)

(۱۷) تسہیل الوصول صفحہ ۱۷۸ پر لکھا ہے: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امام کو رکوع میں اٹھنے سے پہلے رکوع میں پالیا اس نے وہ رکعت پالی۔ (صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبّان) یہ روایت یحییٰ بن حمید کی وجہ سے ضعیف ہے"۔

(۱۸) نماز نبوی ص ۲۶۲ پر تکبیرات والی روایت کو ضعیف و من گھڑت کیا ہے جسکے ابن خزیمہ میں ہونے کا ذکر القول المقبول ص ۶۶۱ پر ہے۔

(۱۹) نماز نبوی ص ۲۹۴ پر لکھا ہے: "امام ابن حبّان نے اسے صحیح کہا ہے لیکن اسکی سند ولید بن مسلم کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے"۔ اب ابن حبّان کی صحیح روایت کو خود ہی ضعیف قرار دینے کے بعد پوری "نماز نبوی" میں ابن خزیمہ کی ۸۵ اور ابن حبّان کی ۸۰ مقامات پر تصحیح نقل کرنے میں کیا وزن باقی رہ گیا؟

<u>خلاصہ کلام</u>: یہ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی ہیں، تا کہ آپ اپنے دل کی دہلیز پر دستک دے کر ایمانداری سے پوچھیں کہ نماز نبوی کا جو حاشیہ نگار تقریباً ۱۶۵ جگہوں پر یہ کہتا ہے کہ: "ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے"۔ "ابن حبان نے صحیح کہا ہے"۔ خود ہی حاشیہ نگار تسہیل الوصول میں مندرجہ بالا ۱۷ مقامات پر اور نماز نبوی میں دو مقام پر ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایات کو کس منہ سے ضعیف کہتا ہے؟ خصوصاً روایت نمبر ۱۷ کو جو کہ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبّان کی مشترکہ روایت ہے، اگر یہاں نماز نبوی کے حاشیہ والے قانون تصحیح کو چلا یا جائے تو تمہارے مسلک کی عمارت دھڑام گر جاتی ہے، چونکہ اس میں رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت کو شمار کیا گیا ہے، جبکہ اس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ لیکن جب تم نے

اپنے مسلک کو بچانے کے لئے اس روایت کو ضعیف قرار دے دیا تو تمہاری نماز نبوی کی ۱۶۵ کے قریب ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایتوں کی تصحیح اور توثیق خود بخود مشکوک ہو گئی۔

تم ایمانداری سے بتاؤ: اب سمجھے ہو کہ پہلی دفعہ تمہاری کسی کتاب میں ابن خزیمہ اور ابن حبان کی اتنی زیادہ احادیث کیوں درج کی گئیں؟ تا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان کی تصحیح نقل کر کے بھولے غیر مقلدوں کو باور کرایا جائے کہ یہ احادیث صحیح ہیں، اور تم میں اتنا شعور کہاں کہ تم اس داؤ کو سمجھ سکتے؟ اور جب تک تمہیں پتہ چلتا اس وقت تک تمہاری کئی نسلیں گزر چکی ہوتیں۔ بقول شاعر:

خاک ہو جائیں گے ہم تجھ کو خبر ہونے تک

غیر مقلد: میں آپ کا احسان مند ہوں، واقعی نئے مصنفوں کے اس نئے داؤ کی تہ تک پہنچنا مستقبل قریب میں ہمارے بس کا روگ نہیں تھا۔

مزید وضاحت:

سنی: ابن خزیمہ اور ابن حبان کی یہ انیس حدیثیں تو وہ ہیں جن کو نماز نبوی یا تسہیل الوصول میں اُسی حاشیہ نگار نے ضعیف کہا ہے جس نے نماز نبوی میں ان کی تقریباً ۱۶۵ روایات کی تصحیح و توثیق نقل کی ہے صرف اس لئے کہ وہ صحیح ابن خزیمہ یا صحیح ابن حبان میں ہیں، اسی کے ساتھ میں نے سندھو صاحب کی "القول المقبول" اور ان کے خوشہ چین لقمان سلفی صاحب کی تضعیف بھی نقل کر دی۔

اب میں ابن خزیمہ اور ابن حبان کی مزید ایسی روایات کی نشاندہی کرتا ہوں جن کو مؤخر الذکر دونوں یا کسی ایک نے ضعیف قرار دیا ہے ان کی اہمیت اس لئے ہے کہ القول المقبول صفحہ ۴۴ پر آپکے سندھو صاحب نے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی احادیث کے صحیح ہونے کی بحث چھیڑی ہے۔

القول المقبول صفحہ ۲۵۹، ۳۳۸، ۳۹۷، ۴۵۱، ۵۳۴، ۵۴۳ (چھ روایات)

اور حاشیہ لقمان سلفی صفحہ نمبر ۸۰، ۱۱۴، ۱۳۷، ۱۷۱، ۲۱۰، ۲۱۴، ۲۶۹، پر بھی ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی (سات روایات) کو ضعیف کہا گیا۔ تو یہ کل تیرہ روایات ہوگئیں۔

غیر مقلد: یار ہم تو اردو کی یہ کتابیں پڑھکر خوش تھے کہ ہم نے تحقیق و ریسرچ کرلی ہے اور تقلید کو خیر باد کہہ دیا ہے جبکہ دراصل ہم تو اِن مصنفوں کی ہی تقلید کررہے تھے اور ہمارے (۹۹,۹۹%) افراد کا یہ معیار نہیں کہ وہ اِن مصنفوں جیسی تحقیق و ریسرچ ہی کر سکیں، اور آپ نے جن پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے ان سے تو ہمارے اِن گنے چنے (۰,۰۱%) مصنف سکالروں کی تحقیق بھی مشکوک ہوگئی۔

(۳) نماز نبوی اور تقلید

سنی: آپ بتانا پسند کریں گے کہ اس کتاب کا نام نماز نبوی کیوں رکھا گیا؟

غیر مقلد: ''اس لئے کہ اس کتاب میں نماز کو سنت نبوی کے مطابق ادا کرنے کا صحیح طریقہ حدیث نبوی کی مستند کتب سے براہ راست مرتب کیا گیا ہے''۔ (نماز نبوی: صفحہ ۱۲)

سنی: اس کتاب میں دو طرح کی معلومات ہیں، کچھ تو احادیث پر مشتمل ہیں، جبکہ کچھ معلومات پندرھویں صدی کے غیر معصوم امتیوں کے اپنے اقوال پر مشتمل ہیں جن میں مصنف کے علاوہ درج ذیل سات حاشیہ نگاروں کے اقوال ہیں: زبیر علی زئی، محمد عبدالجبار، صلاح الدین یوسف، ابوانس سرور گوہر، قدرت اللہ فوق، عبدالسلام کیلانی اور عبدالصمد رفیقی صاحبان۔ اول الذکر معلومات پر نماز نبوی کا اطلاق تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن پندرھویں صدی کے امتیوں کے اقوال پر نماز نبوی کا اطلاق کیسے کر دیا گیا؟

مثال کے طور پر:

(۱) نماز نبوی کے حاشیہ میں یہ قول درج ہے: ''یاد رہے کہ مکروہ سے مراد ایسا کام ہے

جس کا کرنا جائز اور نہ کرنا افضل ہو، لیکن اگر حائضہ (حافظہ) کو قرآن بھولنے کا اندیشہ ہو تو اسے زبانی منزل پڑھنی (یا سنانی) چاہئے''۔ (ص ۵۹)

اب حاشیہ نگار عبدالصمد رفیقی صاحب نے مکروہ کی یہ تعریف اور بعد کی انڈر لائین عبارت حدیث نبوی کی کون سی مستند کتاب سے براہ راست نقل کی ہے؟

(۲) کنویں کا پانی بھی ساکن ہوتا ہے اسکے باوجود وہ پاک ہوتا ہے اور پاک کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے اسکی مقدار قلّتین (۲۲۷ کلوگرام) سے زیادہ ہوتی ہے اور کسی نجاست کے گرنے سے اسکا وصف (رنگ بُو ذائقہ) تبدیل نہیں ہوتا۔ (ص:۴۶)

یہ سب کچھ حاشیہ نگار عبدالصمد رفیقی کا قول ہے۔

☆ کنویں کی مقدار ۲۲۷ کلوگرام سے زیادہ ہوتی ہے۔ اِسکی دلیل کیا ہے؟ نیز ہر کنویں کے بارے میں یہ مقدار کیسے کہی؟ جبکہ پتھریلے اور پہاڑی علاقوں میں ایسے کنویں بھی ہوتے ہیں جنکے پانی کی مقدار چند لیٹر یا چند ڈول ہوتی ہے۔ ۲۲۷ کلو تو دور کی بات ہے۔

☆ نیز قلّتین ۲۲۷ کلوگرام ہونے کی حدیث سے کیا دلیل ہے؟

تقلید ہے ہر دم اپنوں کی تنقید ہے ہر دم غیروں پر
ہے قول و عمل میں ٹکراؤ یہ کام ہیں اہل حدیثوں کے

یوں پندرھویں صدی کے عبدالصّمد رفیقی صاحب وغیرہ اپنی تقلید کرا رہے ہیں اور تم اُنکی تقلید کر رہے ہو لیکن امت کے مسلمان اگر قرون اولیٰ کے ائمہ اربعہ کی تقلید کریں تو غلام مصطفیٰ امن پوری صاحب کہتے ہیں کہ ''تقلید ایسی بد بخت مؤنث ہے جو ہر وقت شر کو جنم دیتی ہے''۔ (الِاختلاف بین الائمۃ الاحناف ص:۲۰)

اور تمھارے استاذ الاساتذہ کہتے ہیں کہ: ''تقلید مقلدین کی گندی ایجاد ہے'' (۳۵۰ سوالات ص:۲۰۸)

اب پندرھویں صدی میں نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کی بابت کیا تبصرہ ہے؟

غیر مقلد : سچی بات یہ ہے کہ یہ بڑا محتاط سوال ہے، اور میری پہنچ سے باہر ہے، لہٰذا کتاب کے مصنف یا متعلقہ حاشیہ نگار حضرات ہی اس کا کوئی جواب دیں گے۔ یا پھر آئندہ ایڈیشن میں امتیوں کے اقوال اس میں سے نکال دیں گے، یا کتاب کا نام بدل دیں گے۔

سنی : مجھے متعلقہ جواب کا انتظار رہے گا، دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ حضرات تقلید کو شرک کہتے ہیں جبکہ اس کتاب میں جا بجا تقلید کی گئی ہے۔

غیر مقلد : یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں اور متعلقہ تقلید کی نشاندہی کریں۔

سنی: اس کتاب میں دو طرح کی تقلید ہے:

(۱) امتیوں کے جو اقوال اس میں موجود ہیں ۱۹۹۸ء سے تاحال اس کتاب کے قارئین ان اقوال کی دلیل معلوم کیے بغیر ان پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں، اور آپ کے نقطہ نظر سے ایسی تقلید قابل تنقید ہے۔ بلکہ آپ کے جونا گڑھی صاحب نے ''سراج محمدی'' (ص ۳۹) پر تو تقلید کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔

(۲) پوری کتاب میں احادیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت ساڑھے چار سو سے زائد مقامات پر غیر معصوم امتی محدثین کے جو اقوال درج ہیں یہ سب تقلیدی انداز ہے، کہ فلاں نے اس حدیث کو صحیح یا حسن کہا ہے۔

غیر مقلد : پہلی قسم کی تقلید کی بابت تو میں نے عرض کیا کہ مصنف یا حاشیہ نگار کچھ قدم اٹھائیں گے، البتہ احادیث کی بابت محدثین کی تصحیح نقل کرنے کو آپ نے تقلید کے زمرے میں کیسے شامل کر دیا؟ یہ تو محدثین کی تحقیق ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ آج تک تو ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ تقلید تو صرف فقہی مسائل میں ہوتی ہے۔

سنی : حدیث کی بابت تحقیقات کی تقلید اور فقہی تحقیقات میں تقلید کی بابت اس تفریق پر قرآن وسنت کی کوئی دلیل پیش کر دیں یا پھر محدثین کیطرف سے حدیث پر لگائے گئے صحیح وضعیف والے حکم میں تقلید کے جواز پر کوئی شرعی دلیل پیش کر دیں کہ جس طرح فقہی معاملات میں تقلید پر آپ ہم سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی اس مطالبے کا حق حاصل ہے، نیز ایک طرف تو آپ حضرات صحابہؓ کے اقوال کو دلیل نہیں مانتے۔ دوسری طرف بعد کے محدثین کے اقوال سے استدلال کرتے ہو!۔

غیر مقلد: دلیل کی بات تو بعد میں ہوگی پہلے آپ اس کا تقلید ہونا تو ثابت کریں۔

سنی : آپ کے ہی مشہور عالم خالد گرجاکھی صاحب حدیث کے ضعیف ہونے کی بابت البانی صاحب کی تحقیق قبول کرنے کو تقلید اور جہالت سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆ ''جاہل مجتہد: اہل حدیث میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کو تو کفر کہتے ہیں لیکن اپنے امام وقت کے اتنے سخت مقلد ہوتے ہیں کہ کسی کو معاف ہی نہیں کرتے...... اس روش پر چلنے والے آجکل شیخ ناصر الدین البانی صاحب کے مقلد بن گئے ہیں، جب کوئی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: البانی صاحب نے اسے ضعیف کہا ہے''۔ (قد قامت الصلاۃ ص ۱۰)۔ نیز بقول شاعر:

محدّث بن کے دنیا میں ہوئے ظاہر جو البانی
سلف کو چھوڑ کر ہونے لگی تقلید البانی

اب اگر البانی صاحب کی تحقیق قبول کرنا تقلید ہے تو صنعانی، شوکانی، نووی حاکم اور ذہبی وغیرہ حضرات رحمہم اللہ کی تحقیق قبول کرنا بھی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ بلکہ ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے تو کسی پر اعتماد کر کے اس کا حوالہ نقل کر دینے کو بھی تقلید کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: ''یہ حدیث موطا میں نہیں بلکہ ابوداود میں ہے۔ لیکن صاحب

مشکوٰۃ المصابیح کی تقلید میں مؤلف رحمہ اللہ سے یہ سہو ہو گیا۔" (حاشیہ لقمان سلفی ص ۱۲۸)

اور تمھارے استاذ الاساتذہ نے بھی لکھا ہے کہ "صاحب مشکاۃ نے غالباً امام جزری کی تقلید کرتے ہوئے موطا امام مالک کا حوالہ دے دیا۔ (۳۵۰ سوالات ص ۵۷۲)

☆ جامع صغیر میں امام سیوطیؒ نے احادیث کی صحت وضعف کے حوالہ سے جو حکم لگایا ہے اسے قبول کر لینے کو البانی صاحب نے کہا ہے کہ یہ تقلید ہے اور تحقیق نہیں ہے۔ (تحذیر الساجد ص ۷۲)۔

الغرض واضح ہوا کہ تقلید صرف فقہی مسائل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بابت کسی محدث امتی عالم کی بات مان لینا بھی تقلید ہے اور بلا تحقیق کسی پر اعتماد کر کے اسکا حوالہ نقل کر دینا بھی تقلید ہے۔

اب آپ اس کے جواز کی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کریں۔

غیر مقلد: یہ ہے تو تقلید، لیکن اسکے جواز کی دلیل تو میرے علم میں نہیں "نماز نبوی" کے حاشیہ نگار جنہوں نے ساڑھے چار سو سے زائد مقامات پر یہ تقلید کی ہے وہی اس کی دلیل پیش کریں گے۔

سنی: بہت خوب! پہلی تقلید کی دلیل مصنف کے ذمے ڈال دی اور دوسری تقلید کی دلیل حاشیہ نگاروں کے ذمے ڈالی، لیکن تم قارئین کتاب کے ذمے بھی دلیل بہر حال باقی ہے ورنہ تو تم مصنف اور حاشیہ نگار کی بات مان کر تقلید در تقلید کر رہے ہو۔

یہ کہتے تو ہو شرک تقلید کو　☆　وہی طوق در گردن آنجناب

غیر مقلد: لیکن یہ محدثین کرام حاکم، ذہبی، نووی، ابن حزم، شوکانی، صنعانی اور البانی وغیرہ بڑے محدث اور عالم تھے، احادیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بابت اگر ہم ان کے فیصلہ کو مان لیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

مشکٰوۃ المصابیح کی تقلید میں مؤلف رحمہ اللہ سے یہ سہو ہو گیا۔" (حاشیہ لقمان سلفی ص ۱۲۸)

اور تمھارے استاذ الاساتذہ نے بھی لکھا ہے کہ "صاحب مشکاۃ نے غالباً امام جزری کی تقلید کرتے ہوئے موطا امام مالک کا حوالہ دے دیا۔ (۳۵۰ سوالات ص ۵۷۲)

☆ جامع صغیر میں امام سیوطیؒ نے احادیث کی صحت وضعف کے حوالہ سے جو حکم لگایا ہے اسے قبول کر لینے کو البانی صاحب نے کہا ہے کہ یہ تقلید ہے اور تحقیق نہیں ہے۔ (تحذیر الساجد ص ۷۲)۔

الغرض واضح ہوا کہ تقلید صرف فقہی مسائل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بابت کسی محدث امتی عالم کی بات مان لینا بھی تقلید ہے اور بلا تحقیق کسی پر اعتماد کر کے اسکا حوالہ نقل کر دینا بھی تقلید ہے۔

اب آپ اس کے جواز کی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کریں۔

غیر مقلد: یہ ہے تو تقلید، لیکن اسکے جواز کی دلیل تو میرے علم میں نہیں "نماز نبوی" کے حاشیہ نگار جنہوں نے ساڑھے چار سو سے زائد مقامات پر یہ تقلید کی ہے وہی اس کی دلیل پیش کریں گے۔

سنی: بہت خوب! پہلی تقلید کی دلیل مصنف کے ذمے ڈال دی اور دوسری تقلید کی دلیل حاشیہ نگاروں کے ذمے ڈالی، لیکن تم قارئین کتاب کے ذمے بھی دلیل بہر حال باقی ہے ورنہ تو تم مصنف اور حاشیہ نگار کی بات مان کر تقلید در تقلید کر رہے ہو۔

یہ کہتے تو ہو شرک تقلید کو ☆ وہی طوق در گردن آنجناب

غیر مقلد: لیکن یہ محدثین کرام حاکم، ذہبی، نووی، ابن حزم، شوکانی، صنعانی اور البانی وغیرہ بڑے محدث اور عالم تھے، احادیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بابت اگر ہم ان کے فیصلہ کو مان لیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

سنی :بات حرج کی نہیں، بات اصول کی ہے، اگر ہم فقہاء ومحدثین کی فقہی تحقیق پر اعتماد کرلیں تو یہ تقلید قابل تنقید ہوتی ہے اور اسے جانور کے گلے گا پٹہ کہا جاتا ہے (قد قامت الصلاۃ ص ۲۱)۔اور تمھارے مبشر صاحب کہتے ہیں کہ تمام گمراہیوں کی جڑ تقلید ہے(۳۵۰ سوالات ص ۴) اور یہی تقلید تم کروتو وہ تمہارے ماتھے کی جھومر اور تمہارے گلے کی مالا ہوتی ہے۔

غیر مقلد: آپ لوگ ہمیں غیر مقلد کہتے ہو تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم تقلید نہیں کرتے۔

سنی :جی ہاں باقی امت کی طرح تم قرون اولیٰ کے ائمہ اربعہ کی تقلید نہیں کرتے ہو اِس حوالے سے ہم تمہیں غیر مقلد کہتے ہیں لیکن قرون اولیٰ کے ائمہ کی تقلید چھوڑ کر تم پندرھویں صدی کے مصنفوں، حاشیہ نگاروں، امام مسجدوں اور واعظوں کی تقلید تو کرتے ہو۔

غیر مقلد: ہم تو الفاظ کے داؤ پیچ میں لوگوں کو الجھائے رکھتے تھے لیکن آپنے ہماری چوری کو پکڑ ہی لیا۔

سنی :دوسری اہم بات یہ ہے کہ نماز نبوی میں ساڑھے چارسو سے زائد مقامات پر احادیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت محدثین کی رائے کی تقلید کر کے کام چلا لیا گیا، لیکن نماز نبوی کے اسی حاشیہ نگار زبیر صاحب، نے تسہیل الوصول میں، سندھو صاحب نے القول المقبول میں اور لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ "صلاۃ الرسولؐ "میں جا بجا ان محدثین کے فیصلہ کو مسترد کیا ہے ان کے اپنے ہی اس اقدام کے لئے نماز نبوی میں ساڑھے چارسو سے زائد مقام پر احادیث کے صحیح یا حسن ہونے سے متعلق ان محدثین کا فیصلہ مشکوک نہیں ہو گیا؟

غیر مقلد: بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے علماء خود ہی ان محدثین کے فیصلے کو مسترد کریں۔

سنی:جی یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ:

(۱) نماز نبوی کے حاشیہ میں تقریباً ۱۰۵ مقام پر کہا گیا ہے کہ اس حدیث کو حاکم اور ذہبی

نے صحیح کہا ہے۔ جبکہ نماز نبوی کا یہی حاشیہ نگارر تسہیل الوصول ص ۲۲۳ اور ۲۶۶ پر دو حدیثوں کی بابت لکھتا ہے کہ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے نیز حاکم کی حدیث کو نماز نبوی ص ۸۴ پر بحوالہ حاکم و ذہبی صحیح کہتا ہے اور پھر خود ہی ان تینوں حدیثوں کو متعلقہ صفحات میں ضعیف قرار دیتا ہے، نیز تسہل الوصول ص ۲۹۳ اور ۳۶۹ پر بھی موصوف نے مستدرک حاکم کی حدیثوں کو خود ہی ضعیف قرار دیکر نماز نبوی کے حاشیہ میں ۱۰۵ مقام پر موجود حاکم وذہبی کے فیصلے کو مشکوک نہیں بنا دیا؟

نیز تمہارے سندھو صاحب نے القول المقبول ص ۸۹، ۳۸۷، ۳۹۸، ۴۴۰، ۴۶۲، ۵۷۸، ۷۳۱، اور ۷۵۵ پر آٹھ حدیثوں کی بابت لکھا ہے کہ حاکم وذہبی نے صحیح کہا ہے، اس کے باوجود سندھو صاحب نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

نیز تمہارے لقمان سلفی صاحب نے بھی ص ۲۱، ۱۳۷، ۱۷۹، ۲۲۹، ۲۹۴، ۳۰۳ پر مستدرک حاکم کی چھ روایات کو ضعیف قرار دیکر نماز نبوی میں ۱۰۵ مقام پر حاکم و ذہبی کی تصحیح کو خود ہی مشکوک بنا دیا۔

الغرض نماز نبوی میں ۱۰۵ مقام پر حاکم وذہبی کا فیصلہ لوگوں کو منوانا چاہتے ہو تو مذکورہ مقامات پر تم نے خود ان کے فیصلے کو کیوں نہیں مانا؟

اسی تناظر میں اِس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آمین آہستہ کہنے والی روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا تو تمہارے مولانا عبداللہ روپڑی صاحب نے فرمایا کہ: "حاکم کے صحیح کہنے پر دھوکا نہ کھانا چاہیے" (امتیازی مسائل: ص ۵۰)۔

گویا جہاں حاکم کی تصحیح سے تمہارے مسلک پر زد پڑتی ہو تم اُسے مسترد کر دیتے ہو اور جہاں خود ضرورت پڑتی ہے اُسی حاکم کی تصحیح نقل کر کے اُسے دلیل بنا لیتے ہو یہ تمہارا اُدھر امعیار کیوں ہے؟

(۲) نماز نبوی کے حاشیہ میں ۱۶۵ سے زائد مقام پر کہا گیا ہے کہ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے، یا ابن حبان نے صحیح کہا ہے اس بنیاد پر کہ یہ احادیث صحیح ابن خزیمہ یا صحیح ابن حبان میں موجود ہیں۔ لیکن تصحیح کا یہ حکم خود ہی مشکوک ہو جاتا ہے جب نماز نبوی کا یہی حاشیہ نگار درج ذیل انیس مقامات پر خود ہی ابن خزیمہ اور ابن حبان کی احادیث کو ضعیف کہتا ہے:

نماز نبوی ص ۲۹۴، ۲۶۲، تسہیل الوصول ص ۴۵، ۴۹، ۲۱۲، ۱۰۵، ۱۳۸، ۱۸۱، ۱۶۰، ۲۵۸، ۲۷۵، ۳۳۴، ۳۴۴، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۷۴، ۱۷۸۔

نیز تمہارے سندھو صاحب نے بھی القول المقبول کے ان صفحات میں ابن خزیمہ اور ابن حبان کی بارہ احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے ص ۳۲۴، ۳۷۹، ۳۶۱، ۶۸۴، ۶۹۹، ۷۳۲، ۲۵۹، ۳۳۸، ۳۹۷، ۴۵۱، ۵۳۴، ۵۴۳۔

نیز لقمان سلفی صاحب نے ان صفحات میں ابن خزیمہ اور ابن حبان کی پندرہ روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ص ۱۶۰، ۱۳۰، ۱۲۰، ۲۱۴، ۲۶۳، ۲۷۳، ۲۸۱، ۲۹۴، ۸۰، ۱۱۴، ۱۳۷، ۱۷۱، ۲۱۰، ۲۱۴، ۲۶۹۔

اگر نماز نبوی کی ۱۶۵ سے زائد روایات اس لئے صحیح ہیں کہ وہ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں ہیں تو ان دونوں کتابوں کی گذشتہ روایات کو خود تم نے ضعیف کیوں کہا؟ اب اگر اِن روایات کو تمہارے بقول ضعیف مان لیا جائے تو پھر نماز نبوی میں ۱۶۵ سے زائد روایات کی صحت مشکوک نہیں ہوگئی؟

(۳) نماز نبوی کے حاشیہ میں تقریباً پچپن مقام پر کہا ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح یا حسن کہا ہے۔ جبکہ سندھو صاحب نے القول المقبول ص ۲۵۹، 462 اور لقمان سلفی صاحب نے ص ۸۰، 179 پر ترمذی کی حسن احادیث کو ضعیف کہہ کر "نماز نبوی"

والے پچپن مقام پر ترمذی کے حکم کو مشکوک بنا دیا۔

اس پس منظر میں تمہیں ایک عجیب بات بتاؤں کہ امام ترمذیؒ نے رکوع وغیرہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے سے متعلق حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کو حسن کہا تو تمہارے مولانا عبداللہ روپڑی صاحب نے فرمایا کہ: "ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے" (امتیازی مسائل ص ۴۷)۔ گویا جہاں امام ترمذیؒ کا فیصلہ تمہارے خلاف جاتا ہو تم اُسے مسترد کر دیتے ہو اور جہاں ضرورت پڑے خود انہی کے فیصلے سے استدلال کرتے ہو؟ یہ دُھرا معیار اور بدلتے پیمانے کس لئے ہیں؟

(۴) نماز نبوی کے حاشیہ میں تقریباً ۴۰ مقام پر کہا ہے کہ اس حدیث کو نووی نے صحیح حسن یا جید کہا ہے۔

جبکہ اسی حاشیہ نگار نے تسہیل الوصول صفحہ ۲۲۳، سندھو صاحب نے ص ۸۹، ۲۵۹، ۴۴۰ اور لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ ص ۲۱، ۸۰، ۱۳۷ پر نووی کی صحیح یا حسن احادیث کو ضعیف قرار دے کر "نماز نبوی" کے ۴۰ مقام پر نووی کے حکم کو مشکوک بنا دیا۔ جہاں تم چاہو وہاں نووی کی تحقیق قابل قبول اور قابل تقلید ہو اور جہاں تم چاہو وہاں نووی کی تحقیق نا قابل قبول ہو؟

(۵) نماز نبوی کے حاشیہ میں تقریباً پندرہ مقام پر کہا ہے کہ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا۔

جبکہ اسی حاشیہ نگار نے تسہیل الوصول ص ۲۷۵، ۳۴۴، سندھو صاحب نے القول المقبول ص ۲۵۹، ۲۶۲، ۴۶۲، ۵۴۴، ۶۸۴ اور لقمان سلفی صاحب نے ص ۸۰، ۱۷۹، ۲۱۴، ۳، ۲۷۳ پر ابن حجر کی صحیح یا حسن قرار دی ہوئی احادیث کو ضعیف کہکر نماز نبوی میں مذکور ۱۵ مقام پر ابن حجر کے حکم کو مشکوک نہیں بنا دیا؟

نیز نووی اور ابن حجر امام شافعیؒ کے مقلد ہیں، جہاں تم چاہو مقلدین کو برا بھلا کہو اور جہاں چاہو خود انہی مقلد امتیوں کی تقلید کرو، اور ان کے اقوال کو بطور دلیل پیش کرو۔ یہ تضاد کیوں ہے؟

الغرض نماز نبوی کے حاشیہ میں جن ساڑھے چار سو مقام پر حاکم ذہبی، ابن حبان، ابن خزیمہ، ترمذی، نووی اور ابن حجر وغیرہ کی تقلیدی تصحیح و توثیق نقل کی ہے ان میں سے مذکورہ تین سو ستر مقامات کو تو خود نماز نبوی کے حاشیہ نگار اور تمہارے دوسرے سکالروں نے مشکوک بنا دیا ہے۔

غیر مقلد: ہم لوگ تو نماز نبوی کے حاشیہ نگار کی ذکر کردہ محدثین کی توثیق کی وجہ سے اس کتاب سے بڑے متاثر ہوئے تھے لیکن آپ نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں اس سے تو صورتحال بالکل ہی بدل گئی۔

سنی: معاف کرنا۔ تمہاری حیثیت ”چھوٹا منہ اور بڑی بات“ کی ہے، جس کے نتائج کا نہ تمہیں اندازہ ہوتا ہے نہ تم اس کی پاسداری کر پاتے ہو۔ چونکہ تم کہتے ہو کہ غیر معصوم امتیوں کے قول اور ان کے اصول کو ماننا تقلید ہے تو اصول حدیث کا فن امتیوں کا وضع کردہ ہے اور راویوں کی جرح و تعدیل جس کی روشنی میں امتیوں نے اجتہاد کر کے احادیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے تو اس سب کو مان لینا بھی تقلید ہے کہ نہیں؟

بظاہر تم مقلد پر کھلی تنقید کرتے ہو
مقلد کے اصولوں کی مگر تقلید کرتے ہو

غیر مقلد: سچی بات یہ ہے کہ تحقیق و ریسرچ کے نام پر یہ سب کچھ تقلید ہی ہے، البتہ فرق یہ ہے کہ پہلے ہم خود ہی تقلید کا مفہوم متعین کرتے اور پھر خود ہی تم پر فتویٰ لگاتے تھے جس سے عوام لوگ متاثر ہو جاتے تھے اب آپ لوگوں نے ہمارا طریقہ واردات سمجھ لیا

ہے اور اب تم اس کی روشنی میں ہمارے تقلیدی پہلوؤں کو بھی متعیّن کرتے ہو اور ہم سے دلیل اور جواب کا مطالبہ کرنے لگے ہو۔

سنی : ایک اور اہم بات کہ ایک طرف تو تم تقلید اور مقلدین پر غیر محتاط فتوے لگاتے ہوا،نہیں برا بھلا کہتے ہو پھر اس نماز نبوی میں سینکڑوں مقام پر انہی شافعی، مالکی، حنبلی مقلد علماء کے اقوال سے کس منہ سے استدلال کرتے ہو؟ دیکھو صرف نماز نبوی میں (ذہبی حنبلی ۱۰۵ مقامات پر)، (نووی شافعی ۴۰ مقامات پر)، (ابن حجر شافعی ۱۵ مقامات پر)، (بوصیری شافعی ۸ مقامات پر)، (بیہقی شافعی ۷ مقابات پر)، (دار قطنی شافعی ۴ مقامات پر) نیز ابن جوزی حنبلی، ابن العربی مالکی، ہیثمی اور عراقی وغیرہ مقلد علماء کے اقوال کو احادیث کی توثیق کیلئے بطور دلیل ذکر کیا ہے۔

غیر مقلد : آپ نے تو عجیب انکشاف کیا اور میری توجہ اس طرف دلائی کہ یہ جلیل القدر علماء محدّث ہیں اور مقلد بھی ہیں، جب کہ ہمیں تو باور کرایا گیا تھا کہ ہر محدث ہماری طرح کا غیر مقلد اہل حدیث ہوتا ہے، مجھے دوسرا تعجب یہ ہو رہا ہے کہ ایک طرف ہمارے لوگ مقلدین کو برا بھلا کہتے ہیں، اور پھر انہی مقلدوں کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

سنی : نماز نبوی کی بابت یہ تو سرسری تجزیہ اور مختصر نمونہ ہے جس سے اس کتاب کی عمومی علمی حیثیت متعین کرنے میں مدد ملے گی۔

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ویسے محترم سندھو صاحب صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے حاشیہ کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن چھاپ چکے ہیں، اب اگر وہ نماز نبوی پر بھی اس طرح کا حاشیہ مفصل لکھ دیں تو غیر مقلدین پر ان کا احسان ہوگا القول المقبول میں ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کی بھی یہی تجویز ہے کہ

"یہ ایک ایسا کام ہے جو علماء اہل حدیث کی تمام کتابوں پر ہونا چاہیے" (ص ۸)۔

اس کا اختصار بعد میں لقمان سلفی صاحب کر دیں گے۔

غیرمقلد: اب ہمارے مصنف محتاط ہو گئے ہیں، نماز نبوی کے مصنف نے اپنی زندگی میں ہی تقریباً سات حاشیہ نگاروں کی ٹیم سے یہ حاشیہ لکھوالیا ہے، تاکہ کوئی اور حاشیہ نگار اس پر آزاد طبع آزمائی نہ کرے اور اس حاشیہ کو چھاپ کر اصل کتاب کی مارکیٹ کو متاثر نہ کرے۔

سنی: ان ڈھیر سارے حاشیہ نگاروں کے تقلیدی حاشیے کا علمی معیار تو آپ نے ملاحظہ کر لیا۔

غیرمقلد: حاشیہ تو بہر حال ایک ذیلی چیز ہے، اصل کتاب نماز نبوی کے علمی معیار اور مصنف کی بلند پایہ ریسرچ پر تو آپ انگلی نہیں اٹھا سکتے۔

(۴) نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار

سنی: محترم آپ نئے سے نئے موضوع چھیڑ کر مجھے تبصرے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ تم غیر مقلدوں میں یہ مصنف موصوف بہر حال راجہ کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے علمی معیار، ان کی ریسرچ، حتی کہ ان کی سمجھ بوجھ کا اندازہ لگانے کیلئے ملاحظہ ہو:

(۱): "امام نووی، اوزاعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ مسح کی مدت موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جانے سے نہیں بلکہ پہلا مسح کرنے سے شروع ہوتی ہے"۔ (حاشیہ نماز نبوی ص ۷۵)۔ آپ مجھے اس عبارت کا مطلب سمجھا دیں۔

غیرمقلد: مطلب تو بالکل واضح ہے: مثلاً ایک شخص نے فجر کی نماز کے وقت پاؤں دھونے کے ساتھ مکمل وضو کر کے موزے پہن لئے، ایک گھنٹہ کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا پھر اس نے ظہر کیلئے وضو کرتے وقت موزوں پر پہلا مسح کیا تو اب مسح کی مدت پہلے وضو کے وقت سے شروع ہو گی یا وضو ٹوٹنے کے وقت سے شروع ہو گی یا ظہر کے وقت وضو

کرتے وقت پہلے مسح سے شروع ہو گی؟ تو ان ائمہ کے بقول پہلے مسح کے وقت سے شروع ہو گی یعنی ظہر کے وقت۔

سنی : آپ نے بجا فرمایا کہ اس عبارت کا یہی مطلب بالکل واضح ہے، لیکن ایک سکالر اس عبارت کی تشریح یوں کرتے ہیں: "یعنی اگر ایک شخص نماز فجر کیلئے وضو کرتا ہے اور موزے جرابیں پہن لیتا ہے تو اگلے دن کی نماز فجر تک وہ مسح کر سکتا ہے" اس تشریح کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟

غیرمقلد : یہ سوال آپ اردو میڈیم سکول کے پرائمری پاس بچے سے بھی کریں تو وہ بتا دے گا کہ اس عبارت کی یہ تشریح قطعاً غلط ہے۔

سنی : دل پر ہاتھ رکھ کر سنیں کہ اس عبارت کی یہ تشریح نماز نبوی کے مصنف ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب نے صفحہ ۷۵ پر لکھی ہے اور آٹھ دس حاشیہ نگاروں، سکالروں مصحّحوں اور منقّحوں نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ کیا ان سب لوگوں میں پرائمری پاس بچے جتنی سوجھ بوجھ بھی نہیں؟ نیز مسح کی مدّت کا آغاز امتیوں کے قول سے نقل کیا گیا ہے، اِس تفصیل کی دلیل میں حدیث کیوں پیش نہیں کی گئی؟

کہے لاکھ وہ کہ مقلد نہیں ☆ ہزاروں سے لیکن کر کے اکتساب

<u>نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار (۲)</u>: (نماز نبوی دار السلام ایڈیشن ص ۱۱۸) پر لکھا ہے: "نبی ﷺ کا ارشاد ہے: کہ شمال اور جنوب کے درمیان (مغرب کی طرف) تمام سمت قبلہ ہے، ترمذی حدیث ۳۴۲، ۳۴۴"۔

جب کہ (بیت السلام ایڈیشن ص ۸۲) پر اسی حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے: "نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مشرق اور مغرب کے درمیان (جنوب کی طرف) تمام سمت قبلہ ہے"۔ اِن میں سے کونسا ترجمہ صحیح ہے اور کونسا غلط؟

غیر مقلد : جب ایک کتاب کے مصنف، محقق، مخرج، مصحح اور منقح سمیت آٹھ حاشیہ نگار علماء اہل حدیث اس حدیث کے ترجمہ میں ہی اُلجھے ہوئے ہیں تو میری کیا حیثیت کہ میں صحیح اور غلط ترجمہ کا تعین کر سکوں؟ گو کہ عربی تو مجھے بھی نہیں آتی، البتہ ترمذی مترجَم میں اس حدیث کا ترجمہ دیکھ کر کچھ اندازہ ہو جائیگا .... جی ہاں بیت السلام ایڈیشن میں ص ۸۲ والا ترجمہ اس مترجَم ترمذی کے مطابق صحیح ہے۔ لیکن اس حدیث کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آیا، چونکہ میں نے پانچویں کلاس کی دینیات کی کتاب میں پڑھا تھا کہ قبلہ کی سمت شمال اور جنوب کہ درمیان مغرب کی طرف ہے۔

سنی : جب ترمذی والا ترجمہ صحیح ہے تو پھر مصنف نے دار السلام ایڈیشن میں "مابین المشرق والمغرب" کا ترجمہ شمال اور جنوب کے درمیان کیسے کر دیا؟

جبکہ نمازِ نبوی کے ص: ۲۴ پر محقق ومخرج زبیر صاحب انتہائی مسرت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ: "معروف عالمی ادارے دار السلام کو اِسے جدید ترین اور صحیح ترین انداز میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے"

الغرض اس صحیح ترین نسخے میں جب "المشرق والمغرب" کا ترجمہ شمال اور جنوب کرنے والے لوگ تمہارے فرقے کی نماز کی کتابیں لکھیں گے اور اسکا نام "نماز نبوی" رکھیں گے، پھر جب مُحقّق ومُخرّج کہلانے والے اس کتاب کے حاشیہ نگار ہوں گے، جب مصحح ومنقح کہلانے والے اس غلطی کی تصحیح کی بجائے اس پر تعلیقی نوٹ لکھیں گے، جب مصنف سمیت آٹھ حاشیہ نگار اور علماء اہل حدیث کا علمی معیار یہ ہو گا کہ انہیں مشرق ومغرب اور شمال جنوب کا پتہ نہیں اور یہ لوگ تمہارے امام ہوں گے اور تم ان کے مقلد ہو گے تو کیا قربِ قیامت کی وہ نشانی نمودار نہیں ہو گئی کہ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنائیں گے۔

کہہ رہے تھے میاں نام تھا منچلے ☆ آج ہی میرے پاپا تو سلفی ہوئے
رات گزری نہ تھی مجتہد بن گئے ☆ اور فتویٰ بھی لوگوں کو دینے لگے

اب آپ حدیث کی اس عبارت کا مفہوم سمجھیں کہ: "ما بین المشرق والمغرب قبلة" "مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے"۔

اِس حدیث کا تعلق مدینہ منورہ اور اس سمت کے علاقوں کے ساتھ ہے، جبکہ پاک وہند وغیرہ کا قبلہ شمال اور جنوب کے درمیان مغرب کی طرف ہے۔

مصنف موصوف نے حدیث کا غلط ترجمہ کر کے اس کو پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف منسوب کردیا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے، اب جو شخص آنحضور ﷺ کی طرف غلط بات منسوب کرے اس کے بارے میں آپ کے علماء کیا فتویٰ جاری کریں گے؟

آئینۂ دل کو لگ جاتے ہیں زنگ اوہام کے
جب بدل جاتے ہیں معنی سرمدی پیغام کے

غیرمقلد: میں نے آپکے سامنے نمازنبوی کے مصنف کی ریسرچ کی تعریف کر کے غلطی کی، جسپر آپنے تو ایسے انکشافات شروع کردیئے کہ مصنف سمیت ہمارے بڑے بڑے حاشیہ نگار علماء کے علم کا پول کھل گیا، جنمیں ہمارے چوٹی کے عالم زبیر علی زئی صاحب اور دارالسلام کے شعبہ تحقیق کے سربراہ صلاح الدین یوسف صاحب سرفہرست ہیں۔ اِنکے بعد ہمارے پلّے کیا باقی رہ گیا؟

نمازنبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار (۳):

سنی: نمازنبوی کے مصنف نے لکھا ہے: واضح رہے کہ وضو کی ابتدا کے وقت صرف بسم الله کہنا چاہیئے، الرحمٰن الرّحیم کے الفاظ کا اضافہ سنّت سے ثابت نہیں (ص:٦٧)

اس عبارت پر آپ کچھ تبصرہ کرینگے؟

غیرمقلد: "کہاں میں اور کہاں یہ نگہتِ گل"؟ البتہ حاشیہ نگار عبدالصّمد رفیق صاحب نے اِس پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا ہے کہ "اِسکا یہ مطلب نہیں کہ کتاب لکھنے

والے کو پوری ''بسم اللہ الرحمن الرحیم '' سے کوئی بیر یا بغض ہے بلکہ یہ اسکی سنت سے شدید محبت کی علامت ہے کہ جتنا مرشد اعظم ﷺ نے بتایا اتنا ہی پڑھا جائے۔(ص:۶۸)

سنی :اِسی نماز نبوی میں نماز اور قراءت میں حائل ہونے والے شیطان کی بابت ارشاد نبوی یوں لکھا ہے کہ ''اِس شیطان کا نام ''خِنزَب'' ہے جب تجھے اسکا خیال آئے تو أعوذ باللہ کے (پورے) کلمات پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھتکارو۔(ص:۱۶۲)

اِس عبارت پر کچھ تبصرہ فرمائیں گے؟

غیرمقلد :حاشیہ میں تو مسلم کا حوالہ موجود ہے اور مطلب واضح ہے کہ أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کے پورے الفاظ پڑھے۔اسپر آپکو کیا اعتراض ہے؟

سنی :دراصل نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن ص:۱۰۷ پر اِس بریکٹ (پورے) کو حذف کردیا گیا ہے اب عبارت یوں ہے:''أعوذ باللہ کے کلمات پڑھو'' گویا (پورے) کا لفظ مصنف نے بڑھایا تھا جو حدیث میں نہیں ہے لہذا صرف أعوذ باللہ کہیں من الشیطان الرجیم نہ پڑھیں۔

یعنی ص ۱۶۷ والی روایت میں صرف بسم اللہ ہے اور ص ۱۶۲ والی روایت میں صرف أعوذ باللہ ہے، مصنف صاحب پہلی جگہ پر الرحمن الرحیم پڑھنے سے روک رہے ہیں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں اور دوسری جگہ پر من الشیطان الرجیم بھی سنت سے ثابت نہیں مگر مصنف صاحب (پورے) کا بریکٹ لگا کر اسکے پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں۔

اب ذرہ پہلی جگہ ص ۱۶۸ کا حاشیہ پھر پڑھیں اور بتائیں کہ پہلے حاشیہ کے طرز پر اِس جگہ انہیں کیا حاشیہ لکھنا چاہیئے تھا؟ مجھے تو وہ مجوزہ حاشیہ بتانے کی ہمت نہیں ہو رہی۔

غیرمقلد:میں ذرہ نماز نبوی دار السلام ایڈیشن کا ص ۶۷ اور حاشیہ ص ۱۶۸ اور ص ۱۶۲ اور بیت السلام ایڈیشن کا ص ۱۰۷ پڑھ لوں ۔۔۔ واقعی یار صورتحال تو بڑی نازک ہے

دار صل مصنف صاحب خاموشی سے اپنا کام دکھا جاتے ہیں اور حاشیہ نگاروں کو انکی مدح سرائی کا موقع ملے تو کر دیتے ہیں ورنہ اونگھتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

سنی :اگر ایسی صورتحال کسی سنی حنفی کی کتاب میں پیش آجاتی تو ابھی کتنے جامع المعقول والمنقول اور استاذ الاساتذہ میدان میں کود چکے ہوتے لیکن اِن ایڈیشنوں کو چھپے ہوئے کتنے سال گذر گئے لیکن اس طرح چپ کھڑے ہو تم جیسے کہ کچھ ہوا نہیں۔

الغرض نماز نبوی کے اس معیار کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا کونسا ایڈیشن معتمد ہے؟ جس پر تمھارا اندھا مقلد اعتماد کر سکے؟ چونکہ انکے بیشتر صفحات وسطور میں عجیب و غریب خفیہ کارنامے سرانجام دیئے گئے ہیں۔

غیر مقلد :اِس فیصلہ کی اتھارٹی مجھے تو نہیں البتہ بیت السلام والا ایڈیشن معتمد ہونا چاہئے چونکہ وہ ۲۰۰۵ء میں چھپا جبکہ دارالسلام ایڈیشن ۱۹۹۸ء میں چھپا۔

سنی :اس کتاب کے ہر خریدار کو خود مصنف اور تمام حاشیہ نگاروں کے دستخطوں سے اسپر کسی واضح فیصلہ کا انتظار رہیگا۔ چونکہ زبیر علی زئی صاحب تو دار السلام ایڈیشن کو صحیح ترین قرار دے رہے ہیں (ص ۲۴) نیز دونوں ایڈیشن مارکیٹ میں ہیں اور انمیں جابجا تغیر وتبدّل، حذف وزیادت اور تقدیم وتاخیر آپ خود دیکھ رہے ہیں۔

نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار (۴):

سنی: مدینہ منورہ میں آنحضور ﷺ کی عیدگاہ کا موقع محل بتائیں گے؟

غیر مقلد :جی ہاں! نماز نبوی ص:۲۶۱ پر لکھا ہے کہ: ''آپ ؐ کی عیدگاہ مسجد نبوی سے ہزار فٹ (ذراع) کے فاصلے پر تھی، یہ عیدگاہ البقیع کی طرف تھی'' نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن ص ۲۲۶ مطبوعہ ۲۰۰۵ء میں بھی یونہی لکھا ہے، البتہ اسمیں ''فٹ'' کا لفظ نہ جانے کیوں حذف کیا؟ اور دونوں ایڈیشنوں میں یہ حوالہ درج ہے: (بخاری مع الفتح ۴۶۵۲، حدیث:۹۷۶ کتاب العیدین)

سنی : صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث یا فتح الباری کے مندرجہ بالا صفحہ پر آپ مجھے یہ دکھا دیں کہ "یہ عیدگاہ البقیع کی طرف تھی"

غیر مقلد: جی ابھی دکھا دیتا ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔

سنی : بخاری حدیث نمبر ۹۷۶ اور فتح الباری کا صفحہ ۴۶۵ آپکے سامنے ہے، پھر آپ بار بار اگلے پچھلے صفحات کیوں پلٹ رہے ہیں؟

غیر مقلد : یہاں تو عیدگاہ کے البقیع کی طرف ہونے کا تذکرہ نہیں ہے، پتہ نہیں مصنف نے یہ بات کیسے نقل کر دی؟ اور اس سے دس گنا تعجب ان دس حاشیہ نگاروں اور تصحیح و تنقیح کرنے والوں پر ہے جنہوں نے اس غلط اضافے کی نشاندہی نہیں کی جنمیں دارالسلام شعبۂ تالیف کے مدیر صلاح الدین یوسف صاحب بھی شامل ہیں اور اُن سب کی بابت ص:۱۲ اپر لکھا ہے کہ: "نظر ثانی کا فریضہ ثقہ علماء کرام نے نہایت محنت اور نظر عمیق سے سرانجام دیا ہے"۔

سنی : محترم! صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۹۷۷ کے مطابق "آنحضور ﷺ کی عید پڑھانے کی جگہ حضرت کثیر بن صلت کے مکان کے قریب تھی" اور یہی جگہ مسجد نبوی باب السلام سے ایک ہزار ذراع کے فاصلے پر تھی (فتح الباری ۴۵۰/۲) اس جگہ پر بعد میں جو مسجد بنی وہ بھی عیدگاہ والی مسجد کہلائی۔ (مرآۃ الحرمین الشریفین ۴۲۱/۱) اور آجکل مسجد غمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ص:۱۳۴)

الغرض آنحضور ﷺ کی یہ عیدگاہ مسجد نبوی شریف کی مغربی سمت واقع ہے جبکہ البقیع مشرقی سمت واقع ہے۔ ایک عام حاجی اور زائر سے بھی پوچھو تو وہ بتا دیگا کہ البقیع کا محل وقوع مسجد نبویؐ سے مشرق کی طرف ہے۔ اب تمہارے مصنف نے کس بنیاد پر لکھا کہ "یہ عیدگاہ البقیع کیطرف تھی"؟ اسے مشرق و مغرب کا بھی پتہ نہیں؟ مزید یہ کہ تمہارے

دس گرامی قدر اور ثقہ علماء نے اسپر مہر تصدیق ثبت کردی! جب تمہارے مصنف، حاشیہ نگار، اور ثقہ علماء کا علمی معیار یہ ہو اور وہ علم سے اسقدر پیدل ہوں، اور وہ تمہارے امام ومجتہد ہوں اور تم تحقیق وریسرچ کے نام پر اُنکے اندھے مقلد ہوتو پھر یہی پوچھا جاسکتا ہے کہ ''انجام گلستان کیا ہوگا''؟

نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار (۵):

نماز نبوی دار السلام ص: ۲۲۲ پر لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ تہجد کیلئے اٹھے تو آپؐ نے بیٹھنے کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے سورۃ آل عمران کی آخری گیارہ آیات (۱۹۰۔۲۰۰) پڑھیں'' آگے ﴿اِن فی خلق السمٰوات ...﴾ آیات ۱۹۰ سے ۲۰۰ تک گیارہ آیات لکھی ہیں۔

واضح رہے کہ گیارہ اور دس آیات پڑھنے کی دونوں روایات موجود ہیں، لیکن بیت السلام ایڈیشن میں دس آیات پڑھنے والی روایت کا ذکر ہے تو اسکے آگے دس کی بجائے گیارہ آیات کیوں لکھیں؟

دوسری بات یہ کہ مصنف نے دس آیات کا بریکٹ (۸۹۔۲۰۰) لکھا ہے۔ اب تم ۸۹۔۲۰۰ تک گن کر بتاؤ کتنی آیات ہوئیں؟

غیر مقلد: یہاں کتابت کی غلطی ہے (۱۸۹ سے ۲۰۰) ہونا چاہیے تھا۔

سنی : ۱۸۹ سے ۲۰۰ تک بارہ آیات ہوتی ہیں کہ دس؟ یار غیر جانبدار ہو کر بتاؤ کہ جو مصنف اور حاشیہ نگار حدیث کے مطابق آیات کا تعین بھی نہ کرسکیں جنہیں اتنی گنتی بھی نہ آتی ہو کہ وہ دس کا صحیح بریکٹ لگا سکیں جو تحقیق وریسرچ کے دوران ۱۸۹۔۲۰۰ کی تعداد کو انگلیوں کے پوروں پر گننے کی زحمت بھی نہ کرسکیں وہ مصنف بننے کا شوق لیئے ہوئے میدان میں اتریں اور ثقہ علماء کی ایک ٹیم تحقیق وتخریج، تصحیح وتنقیح اور حاشیہ نگاری کا شوق

لئے ہوئے اس پر مہر تصدیق ثبت کرے تو تم ہی بتاؤ کہ ماجرا کیا ہے؟

غیر مقلد: لگتا ہے کہ مصنف اور حاشیہ نگاروں نے اپنی تحقیق وریسرچ کا پہلا مرحلہ ۱۹۹۸ء میں دار السلام سے چھپوا کر رائلٹی وصول کرلی پھر سات سال مزید تحقیق وریسرچ کر کے تحقیق کا دوسرا مرحلہ ۲۰۰۵ء میں بیت السلام سے چھپوا کر رائلٹی وصول کرلی لیکن تحقیق وریسرچ تو جاری ہے نا، نت نئے عددی نتائج منظر عام پر آرہے ہیں۔ کتاب کے قارئین کو کسی تیسرے ادارے کی اشاعت تک چند سال انتظار کرنا پڑے گا۔ جسمیں مزید نئے عددی حقائق منظر عام پر آئینگے۔

نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار (٦):

سنی: ☆ ۱۹۹۸ء میں ''نماز نبوی'' دار السلام ایڈیشن ص:۲٦۱ پر لکھا ہے: ''آپ کی عیدگاہ مسجد نبوی سے ہزار فٹ (ذراع) کے فاصلے پر تھی'' جبکہ ۲۰۰۵ء میں بیت السلام ایڈیشن ص:۲۲٦ پر ''فٹ'' کا لفظ حذف کیا گیا۔

☆ یہاں پر ہر قاری بجا طور پر سوال کرتا ہے کہ ۱۹۹۸ء میں ذراع فٹ تھا اور ۲۰۰۵ء میں فٹ کا لفظ کیوں حذف کیا؟ کیا سات سال کے اندر پیمائش کا پیمانہ بدل گیا؟

☆ مبشر ربانی صاحب ''صلاۃ المسلم'' ص:۲۸ پر لکھتے ہیں: ''عربی زبان میں درمیانی انگلی سے لے کر کہنی تک کو ذراع کہتے ہیں''۔ تو کیا ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۵ء تک لغت میں کوئی تبدیلی آگئی؟

☆ کاش کہ مصنف کتاب ڈاکٹر شفیق صاحب نے دوران تصنیف اور دار السلام کے شعبۂ تحقیق کے سربراہ صلاح الدین یوسف صاحب اور تمہارے مشہور محقق زبیر علی زئی صاحب سمیت دس کے قریب ثقہ علماء نے تحقیق وتصحیح ونظر ثانی کے دوران گھر میں پرائمری کلاس کے کسی بچہ سے ''فٹ'' منگوا کر اپنی ذراع پر رکھ کر دیکھ لیا ہوتا کہ ذراع فٹ ہے یا فٹ سے زائد؟

☆ یہ سب کچھ دو مختلف علماء کی الگ الگ تحقیق نہیں کہ اسے نقطہ نظر کا اختلاف کہہ کر رد کر دیا جائے بلکہ یہ سب ایک ہی مسلک، ایک ہی کتاب کے ایک ہی مصنف، ایک ہی محقق اور ایک ہی مصحح علمی شاہکار ہے۔

☆ اگر اسی معیار کا نام تحقیق وریسرچ ہے تو ایسی تحقیق تمہیں ہی مبارک ہو۔ نیز جب تمہارے چوٹی کے ثقہ علماء کی تصنیف و تحقیق اور ریسرچ کا علمی معیار اسقدر بلند ہے تو "دادپیر" پنڈ کے مہنگے کمہار اور جورے قصائی کا تحقیقی معیار کتنا بلند ہوگا؟

الغرض جس کتاب "نماز نبوی" پر تمہیں بڑا ناز ہے، ہر طرف جسکا چرچا اور شہرہ ہے، ۱۹۹۸ء میں جسکی تعریفوں کے پل باندھے گئے اور اس سے قبل لکھی گئی علماء اہل حدیث کی کتابوں پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا، اور نماز نبوی کو صحیح ترین قرار دیا گیا، جسکی تحقیق و تخریج تصحیح و تنقیح، ترتیب وتزیین، نظر ثانی اور حاشیہ نگاری میں دس سے زائد ثقہ علماء کی ٹیم نے حصہ لیا۔ جب اُس کتاب کا علمی معیار یہ ہو جو قدم قدم پر آپکے سامنے ہے کہ ۱۹۹۸ء تک کی تحقیق وریسرچ ۲۰۰۵ء میں قابل حذف وزیادت اور قابل تغیّر وتبدّل ٹھہری اب سوال یہ ہے کہ:

☆ جب تمہیں خود ہی اپنی ریسرچ پر اعتماد نہیں تو وہ دوسروں کیلئے قابل اعتماد کیسے ہوگی؟

☆ جب دس ثقہ علماء کی تصدیق شدہ تحقیق میں بھی ٹھہراؤ نہیں تو وہ تمہارے مسلک کو سہارا کیسے دے سکتی ہے؟

☆ اِس صورتحال میں تمہارے مصنف، محقق اور نظر ثانی کرنے والے چوٹی کے علماء کی ثقاہت تو متاثر نہیں ہوئی؟ جن میں دارالسلام کے شعبہ تحقیق کے مدیر صلاح الدین یوسف صاحب سرفہرست ہیں۔

غیر مقلد: محترم یہ سلسلہ کلام روک دیجئے، مجھے افسوس ہے کہ میں نے حسب عادت اپنے مصنف اور حاشیہ نگاروں کی تعریف کر کے یہ موضوع چھیڑ دیا، اور جواباً آپنے ایسے

عجیب وغریب انکشاف کرنے شروع کردیئے جن سے واضح ہورہا ہے کہ ہمارے نیٹ ورک کے لوگ ایک دوسرے کو جن بڑے بڑے القاب سے نواز کر تعریفوں کے پُل باندھتے ہیں اُنکی حیثیت اس سے زائد کچھ نہیں کہ: "من ترا حاجی بگویم تو مرا مُلّا بگو" کہ میں تمہیں حاجی کہونگا تم مجھے مُلّا کہنا۔

لہٰذا ایسے لوگوں کی کسی تصنیف وتحقیق پر ہمیں اندھادھند اعتماد نہیں کرنا چاہیئے بلکہ

دستار کے ہر پیچ کی تفتیش ہے لازم ☆ ہر صاحب دستار محقق نہیں ہوتا

(۵) نماز نبوی اور ضعیف احادیث

غیرمقلد : آپکو دل کی بات بتاؤں کہ ان مثالوں سے مجھے بخوبی اندازہ ہوگیا ہے کہ مصنف اور حاشیہ نگاروں کا علمی معیار کیا ہے؟ لیکن اس کتاب میں ایک بات بڑی ذمہ داری سے کہی گئی ہے کہ: "اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف اور صرف صحیح احادیث کا التزام کرتے ہوئے ضعیف احادیث سے اجتناب کیا گیا ہے"۔ (نماز نبوی ص۱۲) اور اس کتاب کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: "اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے"(نماز نبوی ص ۲۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ضعیف حدیثوں سے بالکل مبرّا ہے۔

سنی :یہ ڈائیلاگ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں بھی جابجا استعمال ہوا لیکن خود غیر مقلد حاشیہ نگاروں نے اس میں تقریباً (۱۵۵) ایک سو پچپن ضعیف حدیثوں کی نشاندہی کی، نماز نبوی کی بابت ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی ۱۶۵ حدیثوں کے حوالہ سے جو چال چلی گئی وہ خود اسی حاشیہ نگار کی تسہیل الوصول کے حوالہ سے عرض کی جاچکی ہے۔ زیادہ تفصیل میں جائے بغیر سر دست میں ان گیارہ حدیثوں کی نشاندہی کرتا ہوں جنہیں خود اسی "نماز نبوی" کے محقق صاحب نے تسہیل الوصول میں یا تمہارے ہی غیر مقلد سکالر ڈاکٹر لقمان

سلفی صاحب نے اپنے حاشیے میں اور سندھو صاحب نے القول المقبول میں ضعیف قرار دیا ہے، چونکہ ان کے فیصلے سے تمہیں اختلاف اور انکار کی گنجائش نہیں، اس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ مندرجہ بالا ڈائیلاگ کی حیثیت صلاۃ الرسولؐ کے ڈائیلاگ سے مختلف نہیں، اور یہ دعویٰ تمہاری ہر کتاب کے شروع میں درج ہوتا ہے، لیکن بقول شاعر:

سرِ ورق پر یہی ہے لکھا ☆ کہ سب احادیث ہیں صحیحہ
کتاب کھولی تو سب نے دیکھا ☆ بھری احادیث ہیں ضعیفہ

ضعیف حدیث نمبر (۱): نبی ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد۔ حدیث: ۲۹) نماز نبوی صفحہ ۴۸ پر اس کو صحیح قرار دیا۔ جبکہ تسہیل الوصول صفحہ ۴۵ پر اسی ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹ کا حوالہ دیکر اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بیچارے سیالکوٹی صاحبؒ کی کتاب کے حاشیہ میں تو سند کے ضعف کا ذکر کیا جائے لیکن ڈاکٹر شفیق صاحب کی نماز نبوی کے حاشیہ میں سند ضعیف ہونے کا ذکر نہ کیا جائے، بلکہ اس حدیث کو صحیح کہا جائے، ایک ہی حاشیہ نگار کی طرف سے یہ تفریق کیوں؟ (واضح رہے کہ القول المقبول ص ۸۸ اور حاشیہ لقمان سلفی ص ۲۱ پر بھی اس روایت کو ضعیف کہا گیا ہے)۔

ضعیف حدیث نمبر (۲): جو کوئی پیاز اور لہسن کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے۔ نماز نبوی صفحہ ۸۹ پر اس روایت کو ابوداؤد حدیث: ۳۸۲۷ کے حوالہ سے نقل کر کے خاموشی اختیار کی جبکہ تسہیل الوصول صفحہ: ۱۳۵ پر بھی ابوداؤد حدیث: ۳۸۲۷ کا حوالہ دیا اور حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم لگایا۔

ایک ہی حاشیہ نگار تسہیل الوصول میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیتا ہے اور نماز نبوی میں اس پر خاموشی اختیار کر کے کس منہ سے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ: "اب میری

معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں" (نماز نبوی صفحہ ۲۳)۔

پھر بھی تم جھوم جھوم کر پڑھتے ہو:

"مااہل حدیثیم دغا رانشناسیم": "ہم اہل حدیث ہیں دھوکہ نہیں کرتے "۔

ضعیف حدیث نمبر (۳): مسجد کی خبر گیری سے متعلق حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کو بحوالہ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۲۲ لکھ کر نماز نبویؐ کے حاشیہ صفحہ ۹۳ پر صحیح قرار دیا۔

(واضح رہے کہ ترمذی کا یہ حدیث نمبر غلط لکھا ہے نہ جانے کیوں؟)

جبکہ صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ تسہیل الوصول صفحہ ۱۳۸ پر بحوالہ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۷ لکھ کر اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ایک ہی حاشیہ نگار کی طرف سے ایک ہی حدیث کی بابت دہری پالیسی نماز نبوی کی مارکیٹ چڑھانے اور صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی مارکیٹ گرانے کی خفیہ سازش تو نہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ تسہیل الوصول میں ترمذی کا صحیح نمبر ۲۶۱۷ لکھا (اور اسے ضعیف کہا) جبکہ نماز نبوی میں اِسی حدیث نمبر ۲۶۱۷ کی بجائے غلط نمبر ۲۶۲۲ لکھا شاید اس لئے کہ ترمذی کی اِس روایت کے ضعف کو چھپا کر نماز نبوی کے صفحہ ۲۳ پر تمام احادیث کی صحت کی ذمّہ داری قبول کر سکیں۔

(واضح رہے کہ اس حدیث کو لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صلاۃ الرسول صفحہ ۱۰۶ پر اور سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ ۳۲۴ پر بھی ضعیف قرار دیا ہے)۔

ضعیف حدیث نمبر (۴): حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت کہ صف اول نے آمین سنی۔ نماز نبوی صفحہ ۱۵۲ پر ابن خزیمہ اور ابن حبّان کی تصحیح نقل کی یہ ۱۹۹۸ء کی بات ہے پھر ۲۰۰۵ء میں تسہیل الوصول صفحہ ۱۶۰ پر اسے ضعیف قرار دیا ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۵ء تک یہ حدیث ضعیف ہوگئی۔اس میں کیا راز ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ حدیث اگر صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے حاشیہ میں ضعیف

قرار پائی تو نماز نبوی کے حاشیہ میں کیسے صحیح ہوگئی؟

(واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے بھی صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ صفحہ ۱۲۰ پر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے)

ضعیف حدیث نمبر (۵): ابن عباسؓ کی روایت بسلسلہ یہودیوں کا آمین سے چڑنا۔

یہودیوں کے آمین سے چڑنے کی بابت سنن ابن ماجہ میں دو روایتیں ہیں۔

(۱) حدیث نمبر ۸۵۶ حضرت عائشہؓ کی روایت جس کو تسہیل الوصول صفحہ ۱۶۴ پر صحیح شاہد کہا ہے اور بوصیری کی تصحیح نقل کی ہے۔

(۲) حدیث نمبر ۸۵۷ حضرت ابن عباسؓ سے ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: فاکثروا من قول آمین: پس تم کثرت سے آمین کہا کرو۔ اس کی سند کو تسہیل الوصول صفحہ ۱۶۴ پر سخت ضعیف کہا ہے۔ اور سندھو صاحب نے بوصیری کے حوالے سے اسکی سند کے ضعیف ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (القول المقبول ص ۳۶۵)

اب آپ یہ دیکھیں کہ "نماز نبوی صفحہ ۱۵۳" پر جو روایت درج ہے اس میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں: "پس تم کثرت سے آمین کہا کرو"۔ گویا یہ ابن ماجہ کی روایت نمبر ۸۵۷ ہے جس کی سند خود زبیر زئی صاحب اور بوصیریؒ کے بقول ضعیف ہے۔ اب نماز نبوی کے حاشیہ میں زبیر زئی صاحب نے اس حدیث کا اصل نمبر ۸۵۷ (جو کہ سخت ضعیف ہے) نقل کرنے کی بجائے ۸۵۶ نمبر ذکر کر دیا تا کہ اس کی سند کے ضعف کو چھپانے کی ناکام کوشش کرے۔ اور بوصیریؒ کی تصحیح جو حدیث نمبر ۸۵۶ سے متعلق ہے اس کو اس حدیث سے جوڑ سکے۔ اس واضح گھپلے اور علمی خیانت کے باوجود یہ حاشیہ نگار کس منہ سے کہتا ہے کہ: "اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے"۔ (نماز نبوی صفحہ ۲۳)

نیز آپ متعلقہ حاشیہ نگار سے پوچھ کر بتا سکتے ہیں کہ اس نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث مبارکہ نمبر ۸۵۷ کا غلط نمبر ۸۵۶ کیوں درج کیا؟ نیز کیا اب ایسے شخص کی کتابوں، حاشیوں اور تحریروں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ نیز جو شخص پیارے پیغمبر ﷺ کی حدیثوں پر یوں ہاتھ صاف کرے غیر مقلد اسے اپنا محقق شہیر اور ذہبی کہتے ہیں۔

ضعیف حدیث نمبر (۶): حدیث ابن عباسؓ بسلسلہ ﴿سبح اسم ربک الأعلیٰ﴾ کا جواب دینا۔

نماز نبوی صفحہ ۱۶۱ پر اسے ابوداؤد حدیث نمبر ۸۸۳ کے حوالہ سے نقل کر کے صحیح کہا ہے جبکہ اسی حدیث کو تسہیل الوصول صفحہ ۱۸۴ پر اسی ابوداؤد حدیث نمبر ۸۸۳ کے حوالہ سے نقل کر کے ضعیف قرار دیا ہے۔

محترم آپ ہی بتائیں کہ ابوداؤد کی حدیث نمبر ۸۸۳ ڈاکٹر شفیق صاحب کی نماز نبوی میں ہو تو صحیح قرار پائے اور وہی حدیث سیالکوٹی صاحب کی صلاۃ الرسولؐ میں ہو تو ضعیف قرار دی جائے؟ آخر کیوں؟

(واضح رہے کہ القول المقبول صفحہ ۳۸۶ پر بھی اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے)

ضعیف حدیث نمبر (۷): حدیث ابن مسعودؓ بسلسلہ دعاء سجدہ۔

نماز نبوی کے حاشیہ صفحہ ۱۸۵ پر زبیر صاحب نے اسے حسن کہا ہے، یہی روایت سیالکوٹی صاحب کی صلاۃ الرسول میں ہے تو زبیر زئی صاحب نے تسہیل الوصول صفحہ ۲۱۸ پر اسے ضعیف قرار دے دیا ہے، علمی امانت و دیانت جیسے مقدس کلمات تو ایک مستقل موضوع ہے۔ ہاں اگر کوئی کاروباری معاملہ بھی ہے تو سیالکوٹی صاحبؒ کی کتاب کے ساتھ یہ سوتیلا پن کیوں ہے؟ (واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے صفحہ ۱۶۰ پر اس کی سند کو ضعیف اور سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ ۴۳۳ پر اس کی سند کو منقطع کہا ہے)

اور تسہیل الوصول صفحہ ۲۱۲ پر حاشیہ نگار غ م ایک روایت کی منقطع سند بیان کر

کے لکھتا ہے: "دین منقطع چیزوں کا نام نہیں منقطع پر وہی عمل کرتا ہے جو خود منقطع ہو"
(اب کون کون سے غیر مقلد مصنف، حاشیہ نگار اور ان کے قارئین و مقلدین پر منقطع ہونے کا فتویٰ لگتا ہے؟ یہ آپ بتادیں)

ضعیف حدیث نمبر (۸): حضرت ابن عباسؓ کی روایت بسلسلہ دو سجدوں کے درمیان پڑھنے کی دعا۔

نماز نبوی صفحہ ۱۸۹ پر بحوالہ ابوداؤد حدیث نمبر ۸۵۰ نقل کر کے صرف یہ لکھا کہ حاکم ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے پھر تسہیل الوصول صفحہ ۲۲۳ پر اسی ابوداؤد کی حدیث نمبر ۸۵۰ کی بابت حاکم و ذہبی کی تصحیح نقل کرنے کے باوجود خود اِسکو ضعیف کہا ہے۔ کیا آپ متعلقہ حاشیہ نگار سے پوچھ کر بتا سکتے ہیں کہ ابوداؤد کی یہ حدیث ۱۹۹۸ء میں "نماز نبوی" میں صحیح اور ۲۰۰۵ء میں "تسہیل الوصول" میں ضعیف کیسے ہوگئی؟ نیز جو حدیث نماز نبوی میں صحیح تھی وہی حدیث صلاۃ الرسولؐ میں ضعیف کیسے ہوگئی؟ اور کیوں؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ضعیف حدیثوں پر صحیح کا لیبل لگا کر کتاب کے مقدمہ میں یہ لکھنا مقصود تھا کہ: "اب میرے علم کے مطابق اسمیں کوئی ضعیف حدیث نہیں" (ص ۲۳)

رہِ حیات میں جو بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کے لئے

(واضح رہے کہ القول المقبول صفحہ ۴۴۰ پر بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا گیا ہے)

ضعیف حدیث نمبر (۹): تعداد رکعت کے شک پر سجدہ۔ نماز نبوی صفحہ ۲۰۱ پر اس روایت کو صحیح کہا۔ اور تسہیل الوصول صفحہ ۲۵۵ پر اسی روایت کو ضعیف کہا۔

ایک روایت کی بابت دو متضاد فیصلوں میں سے کونسا صحیح ہے اور کون سا غلط؟ اور یہ فیصلہ کون کرے گا؟ اور کب؟

ضعیف حدیث نمبر (۱۰): عورت کا گھر میں نماز پڑھنا۔ نماز نبوی صفحہ ۱۲۳ پر اس روایت کو بحوالہ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۷۰ نقل کر کے صحیح کہا ہے جبکہ تسہیل الوصول صفحہ ۲۵۸ پر اس روایت کو بحوالہ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۷۰ نقل کر کے ضعیف کہا ہے۔

ایک ہی مسلک کی دو کتابوں میں ایک ہی حاشیہ نگار ایک ہی حدیث کی بابت اس قدر متضاد رائے رکھتا ہے، اس کی بابت ہم کوئی تبصرہ نہیں کرتے، آپ ہی کوئی رائے قائم کریں۔ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

ضعیف حدیث نمبر (۱۱): دعاء جنازہ۔ اللھم عبدک...... نماز نبوی صفحہ ۲۹۴ پر بحوالہ حاکم ج ۱، ص ۳۵۹ نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ جبکہ تسہیل الوصول صفحہ ۳۵۵ پر اسے بحوالہ حاکم ج ۱، ص ۳۵۹ نقل کر کے ضعیف قرار دیا ہے۔

جن کو حاصل بصیرت نہ نور نظر
اُن کے آنگن کا چند نا فریب نظر

(واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے بھی صفحہ ۲۸۶ پر اسکی سند کو ضعیف قرار دیا ہے)

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ ان گیارہ احادیث کا ضعف میں نے اپنی طرف سے نقل نہیں کیا کہ اختلاف مسلک یا تعصّب کا الزام نہ لگے، یہ سب کچھ ''نماز نبوی'' اور ''صلاۃ الرسولؐ '' کے ایک ہی حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب کے حوالے سے نقل کیا ہے تا کہ واضح ہو جائے کہ جو شخص ایک حدیث کو ایک کتاب میں صحیح کہے اور دوسری کتاب میں ضعیف کہے، جو شخص فوت شدہ مصنف کی کتاب میں وارد حدیث کو ضعیف کہے اور اسی حدیث کو زندہ مصنف کی کتاب میں صحیح کہے، جو شخص ۱۹۹۸ء میں ایک حدیث کو صحیح کہے اور ۲۰۰۵ء میں اسی حدیث کو ضعیف کہے۔ جو شخص دارالسلام اور بیت السلام سے چھپنے والی کتاب نماز نبوی میں ایک حدیث کو صحیح کہے اور بیچارے نعمانی کتب خانے سے چھپنے

والی کتاب تسہیل الوصول حاشیہ صلاۃ الرسول ؐ میں اسی حدیث کو ضعیف کہے آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟

اس سب کے باوجود نہایت تعجب ہے ان مدعیانِ علم و عقل پر جو تحقیق و ریسرچ کے نام پر ایسے مصنف اور حاشیہ نگار کی تقلید کرتے چلے جارہے ہیں جسکی کوئی پختہ علمی بنیاد نہیں۔

وہ کہ جو اپنی منزل سے نہیں ہیں واقف ☆ منزلِ ملتِ آشفتہ کے نگراں ہونگے

اور اب اِن گیارہ ضعیف حدیثوں کا مختصر خاکہ فہرست کی صورت میں دیکھ لیں:

(ص= صحیح ض= ضعیف سند ض= سند ضعیف ص+ض= کچھ حصہ صحیح کچھ ضعیف ض+= سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	نماز نبوی	حاشیہ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ نمبر	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	ـ	٤٨	ض	٢١	ض	٨٨	سند ض	٤٥
٢	معاویہ بن قرہ	٨٩	ص	١٠٣	سند جید	٣١٥	ض	١٣٥
٣	ابو سعید	٩٣	ض	١٠٦	ض	٣٢٤	ض	١٣٨
٤	ابو ہریرہ	١٥٢	ض	١٢٠	ص	٣٥٩	ض	١٦٠
٥	ابن عباس	١٥٣	سند ض	١٢٣	سند ض	٣٦٥	سند ض+	١٦٤
٦	ابن عباس	١٦١	ص	١٣٤	ض	٣٨٦	ض	١٨٤
٧	ابن مسعود	١٨٥	ص	١٦٠	ص	٤٣٣	ض	٢١٨
٨	ابن عباس	١٨٩	ح	١٦٥	ض	٤٤٠	ض	٢٢٣
٩	ـ	٢٠١	ص	١٩٨	ص	٥٠٨	ض	٢٥٥
١٠	ابن مسعود	١٢٣	ص	٢٠١	ص	٥١٧	ض	٢٥٨
١١	ـ	٢٩٤	ض	٢٨٥	ص	٧٠٩	ض	٣٥٥

غیر مقلد: آپ نے تو بڑی حیران کن بلکہ پریشان کن معلومات پیش کی ہیں، جس شخص کی معلومات اس قدر ناپختہ ہوں، جس کا حافظہ اس قدر کمزور ہو، جس کی تحریر میں اس قدر تضاد ہو، جس کے فیصلوں میں اس قدر ٹکراؤ ہو جسکی تحقیق کا پیمانہ مختلف ہو، جسے یہ پتہ نہ ہو کہ میں کل کیا کہہ چکا ہوں؟ جو امیر اشاعتی اداروں کی کتاب میں ایک حدیث کو صحیح کہے اور غریب اشاعتی اداروں کی کتاب میں اسی حدیث کو ضعیف کہے، جو بعض حدیثوں کو ضعیف قرار دے

اور انہی حدیثوں پر دوسری کتاب میں صحیح کا لیبل لگا کر مقدمہ میں لکھے کہ اب اسمیں کوئی ضعیف روایت نہیں۔ ایسے شخص کی بابت میں کوئی فیصلہ تو صادر نہیں کر سکتا کم از کم اتنا ضرور کہوں گا کہ '' دادپیر'' کا یہ باسی خود ضعیف ہے ایسے شخص کی تحریروں اس کے حاشیوں اور اس کی تصنیفات پر اب مجھے ذرہ بھر اعتماد نہیں رہا۔

البتہ ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ نماز نبوی ۱۹۹۸ء میں چھپی اور تسہیل الوصول ۲۰۰۵ء میں چھپی، ہوسکتا ہے کہ اِن گیارہ حدیثوں کی بابت ۱۹۹۸ء میں اُنکی رائے ہو کہ یہ صحیح ہیں اور تسہیل الوصول کے سنہ اشاعت ۲۰۰۵ء تک کی کمپیوٹرائزڈ ریسرچ میں یہ بات سامنے آگئی ہو کہ یہ ضعیف ہیں، یا نماز نبوی صفحہ ۲۴ پر محقق کی درخواست کی بناء پر کسی نے ان کو ان احادیث کی علت سے مطلع کر دیا ہو۔

سنی : محترم احتمالات پر مبنی یہی وہ نرم گوشے ہیں جنہوں نے آپکے مصنفین وحاشیہ نگاروں کو آپکے فکری استحصال کا حوصلہ تازہ دیا۔ بہرحال اب بات چل نکلی ہے تو سن لیں کہ نماز نبوی کا بیت السلام ایڈیشن بھی ۲۰۰۵ء میں ہی چھپا اور اسمیں یہی گیارہ حدیثیں اِن صفحات پر موجود ہیں۔ حدیث نمبر ۱ صفحہ ۱۶، حدیث نمبر ۲ صفحہ ۱۷۶، حدیث نمبر ۳ صفحہ ۱۸۰، حدیث نمبر ۴ صفحہ ۹۷، حدیث نمبر ۵ صفحہ ۹۸، حدیث نمبر ۶ صفحہ ۱۰۷، حدیث نمبر ۷ صفحہ ۱۲۹، حدیث نمبر ۸ صفحہ ۱۲۳، حدیث نمبر ۹ صفحہ ۱۴۴، حدیث نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵۸، حدیث نمبر ۱۱ صفحہ ۲۵۲۔

الغرض ۲۰۰۵ء میں جس حاشیہ نگار نے اِن گیارہ حدیثوں کو تسہیل الوصول میں ضعیف قرار دیا وہی حاشیہ نگار اُسی سنہ ۲۰۰۵ء میں انہی گیارہ حدیثوں کو نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن کے مذکورہ صفحات میں لکھ کر اس کتاب کہ صفحہ ۶ پر لکھتا ہے کہ: ''اب میری معلومات کے مطابق اِسمیں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے''۔ اور نماز نبوی کا مصنف

صفحہ ۵ پر موصوف حاشیہ نگار کی بابت لکھتا ہے کہ: ''انہوں نے تیسرے ایڈیشن میں موجود احادیث کی صحت کی ذمہ داری قبول فرمائی''

لٰہذا موصوف حاشیہ نگار سے گزارش ہے کہ احادیث کی علّت معلوم کرنے کیلئے ''نماز نبوی'' ص ۲۴ پر دیگر اہل علم کو درخواست کرنے کی بجائے پہلے اپنی ہی ''تسہیل الوصول'' کی روشنی میں نماز نبوی میں مذکورہ گیارہ احادیث کی بابت درست معلومات درج کریں یا ذمّہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے تسہیل الوصول میں بھی اِنکو صحیح قرار دیں۔

یوں لگتا ہے جیسے اس حاشیہ نگار نے یہ طے کرلیا ہے کہ اُس نے ہر کتاب میں علیحدہ بات کرنی ہے اور ہر پبلشر کو مختلف تحقیق کر کے دینی ہے۔ یوں اپنے پبلشنگ حقوق کی دکان چمکانے کیلیئے اس نے علمی حقیقتوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دن کہا اور دوسرے سے رات کہی

غیر مقلد: یہاں تو جس قدر گہرائی میں جائیں صورتحال پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتی جارہی ہے اور بے اختیار زبان پر پنجابی کا محاورہ آرہا ہے: ''اسپغول تے کچھ نہ پھرول'' ویسے میں آپکو راز کی بات بتاؤں کہ زبیر علی زئی صاحب کو خود بھی اس نماز نبوی کی ضعیف حدیثوں کا احساس ہے لٰہذا انہوں نے اپنے ماہنامہ الحدیث کے پہلے شمارے جون ۲۰۰۴ میں ص ۶ تا ۱۷ پر ایک مضمون لکھا تھا ''صحیح نماز نبوی'' جونہی کسی پبلشر نے اس عنوان کی اچھی بکنگ کرلی تو وہ ایک نئی کتاب ''صحیح نماز نبوی'' منظر عام پر لا سکتے ہیں، امید ہے کہ اسکے بعد دار السلام اور بیت السلام والی اس کتاب نماز نبوی کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں رہیگی۔

سنی: کسی حدیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود اس کے ضعف کو واضح نہ کرنا کیسا ہے؟

غیر مقلد: ہماری کتاب القول المقبول صفحہ ۳۸ پر اور نماز نبوی ص ۲۸ پر امام مسلم کے

حوالے سے منقول ہے کہ ''جو شخص ضعیف حدیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود بیان نہیں کرتا ہے تو وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گنہگار اور عوام الناس کو دھوکہ دیتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیان کردہ احادیث کو سننے والا ان سب پر یا ان میں سے بعض پر عمل کرے...... بہت سے وہ لوگ جو ضعیف اور مجہول اسانید والی احادیث کو جاننے کے باوجود بیان کرتے ہیں محض اس لئے کہ عوام الناس کے ہاں ان کی شہرت ہو اور یہ کہا جائے کہ اس کے پاس کتنی احادیث ہیں؟ اور اس نے کتنی کتابیں تالیف کردی ہیں؟ اور جو شخص علم کے معاملہ میں اس روش کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے علم میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اسے عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے''۔

سنی: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سارے اوصاف نماز نبوی کے حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب پر منطبق ہوتے ہیں؟ جس نے تسہیل الوصول میں ان گیارہ حدیثوں کو ضعیف کہا لیکن نماز نبوی کے حاشیہ میں ان کے ضعف کو چھپایا۔ اور صرف چھپایا ہی نہیں بلکہ ان کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش بھی کی۔

غیر مقلد: اس کا فیصلہ آپ سامعین وقارئین پر چھوڑ دیں، تاکہ وہ مزید ایک دفعہ ان گیارہ ضعیف حدیثوں کو امام مسلمؒ کے مندرجہ بالا ارشاد کے تناظر میں پڑھیں اور اپنی رائے قائم کریں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر حاشیہ نگار کا نام لیے بغیر اس صورت حال کا استفسار خود حاشیہ نگار سے کریں تو وہ بھی اُسے امام مسلمؒ کے ارشاد کا کامل مصداق ٹھہرائے گا۔

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

سنی: لیکن آپ کے ہم مسلک حضرات تو تا حال اُنہیں اپنا محقق شہیر اور علامہ ذہبی کہتے ہیں!

موج ہوا سے ٹوٹ کر کہتے ہیں بلبلے ☆ اتنی سی زندگی میں نہ پھولا کرے کوئی

غیرمقلد : آپ نے جن حقائق سے پردہ اٹھایا ہے ان کو معلوم کرنے کے بعد موصوف حاشیہ نگار کو ان القاب سے نوازنا تو درکنار، کوئی اہل حدیث بھی اُن پر اعتماد نہیں کرے گا، چونکہ اب ایسے ضعیف شخص اور اسکی کتابوں پر وہی اعتبار کریگا جو خود ضعیف ہو۔

سنی: اب ایک عجیب بات ملاحظہ ہو کہ: ''نماز نبوی'' ص ۱۶۱ کے حاشیہ میں سبحانک فبلی کا حوالہ ابوداود حدیث نمبر ۸۸۴ ذکر کیا ہے اس سے اگلی ہی سطر میں اِسی روایت کو جہالت راوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اِس ضعیف روایت کو کتاب میں باقی رکھ کر اِسی کتاب کے ص ۲۳ پر کس منہ سے لکھ دیا؟ کہ:

''اب میری معلومات کے مطابق اسمیں کوئی ضعیف روایت نہیں''۔

غیرمقلد: یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے ایک ہی کتاب، ایک ہی صفحہ، ایک ہی حاشیہ نگار اور اس قدر تضاد کہ وہ ایک ضعیف حدیث کا حوالہ بھی دے رہا ہے اسکو ضعیف بھی کہہ رہا ہے اور اسکو کتاب سے حذف بھی نہیں کرتا؟ اور مقدمہ میں لکھتا بھی ہے کہ:

''اسمیں کوئی ضعیف روایت نہیں''۔ ص ۲۳

(۶) ''نماز نبوی'' اور ترجمہ احادیث پر اکتفاء

سنی : آپ کی قدیم کتب میں عموماً احادیث شریفہ کا عربی متن اور پھر ان کا ترجمہ ذکر ہوتا تھا۔ لیکن نماز نبوی میں عموماً صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، حدیث کا عربی متن درج نہیں۔ اس میں کیا راز ہے؟

غیرمقلد :حقیقت حال تو یہی ہے لیکن اس کے پس منظر میں کیا راز ہے؟ میں اس تک نہیں پہنچ سکا۔ شاید کتاب کی ضخامت محدود کرنے کے لیئے ایسا کیا گیا ہے۔

سنی :تم غیر مقلد لوگ اپنے علماء کے اندھے مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ بھولے مقلد

بھی ہو، اور تمہارے اسی بھولپن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ تمہارا علمی اور فکری استحصال کرتے ہیں اور شاید اس کی وجہ بقول شاعر:

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ ورسم شاہبازی؟

غیرمقلد : آپ کا یہ تبصرہ کچھ تیکھا ہے اور شعر میں بھی تندی و تیزی ہے ہمارے علماء اور ہم نے ایسا بھی کوئی قصور نہیں کیا کہ آپ اس طرح کا تبصرہ کریں اور شعر پڑھیں۔ شعر تو مجھے بھی آتے ہیں گو کہ پنجابی کے ہیں۔ بہر حال اصل موضوع پر بات کریں کہ نماز نبوی میں حدیثوں کے اردو ترجمے پر اکتفاء کیوں کیا گیا؟

سنی : یہ بڑی دل سوز داستان ہے جو نماز نبوی کے ۳۰۴ صفحوں میں بکھری ہوئی ہے، آپ کو ان تمام مقامات کی نشاندہی کروں تو اس کے لیئے مزید کئی نشستیں درکار ہیں، کیا آپ اس کے لیئے تیار ہیں؟

الغرض ریت کے اِن محلات کی حسرت ناک بربادی کا نظارہ کرنے کی ہمت ہو تو کھلی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا جا سکتا ہے، چشم بینا ساتھ دے رہی ہو تو آیئے نصیحت و عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔

غیرمقلد : دیگ کے چند چاولوں سے پوری دیگ کے کچے یا پکے ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے آپ بس ایک دو نمونے پیش کر دیں، چونکہ مجھے تو عربی نہیں آتی کہ ہر جگہ عربی اردو کا موازنہ کر کے اس کی حقیقت اور تہہ تک پہنچ سکوں۔

سنی : تمہاری اور تمہارے جیسے تمام غیر مقلدین کی اسی مجبوری کی وجہ سے بڑی سوچ بچار کے بعد نماز نبوی میں اس انداز کو آزمایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

<u>ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۱)</u>: اس کتاب کے صفحہ ۱۶۱ پر ہے: رسول اللہ ﷺ کا

معمول تھا کہ جب آپؐ (نماز وغیرہ میں) ﴿الیس ذلک بقادر علی أن یحیی الموتی﴾ (القیامہ ۷۵/۴۰) تلاوت فرماتے تو سبحانک فبلیٰ کہتے اور جب ﴿سبح اسم ربک الأعلی﴾ (۸۷/۱) کہتے تو سبحان ربی الأعلی کہتے''۔

نماز نبوی کی ان چند لائینوں میں کیا گل کھلائے گئے ہیں آپ اس پر کچھ تبصرہ کریں گے؟

غیر مقلد: ''کہاں میں اور کہاں یہ نگہت گل؟'' نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگار تو ہم لوگوں کی نظروں میں بہت بڑے عالم اور سکالر ہیں اور حاشیہ نگار کو تو ہمارے طبقہ نے محقق شہیر اور ذہبی کا لقب دیا ہے، میں اس پر کیا تبصرہ کر سکتا ہوں؟ نیز جب اس عبارت کا حوالہ موجود ہے تو پھر آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟

سنی: ذرہ دل پر ہاتھ رکھ کر سنئے پھر ایک مصنف اور سات حاشیہ نگاروں کو داد دیجئے:

(۱) ابوداوٗد میں ﴿الیس ذلک بقادرٍ علَی أن یُحیِیَ المَوتی﴾ کے حوالے سے اس روایت کا نمبر ۸۸۷ ہے۔ جس میں یہ حضور اکرم ﷺ کا قول ہے، نماز نبوی میں لکھا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا'' گویا قول کو معمول بنا دیا۔ جب کہ عربی اردو اسلوب اور مفہوم کے اعتبار سے دونوں میں بہت فرق ہے، نیز اس روایت میں بلیٰ ہے سبحانک فبلیٰ نہیں ہے۔

(۲) بریکٹ میں (نماز وغیرہ) کا اضافہ کر دیا جبکہ حدیث میں یہ لفظ نہیں۔

(۳) ﴿الیس ذلک بقادرٍ علَی أن یُحیِیَ المَوتی﴾ کے جواب میں سُبحَانکَ فَبَلَی کہنا ایک صحابی کا معمول تھا یہ الفاظ حدیث نمبر ۸۸۴ میں ہیں، ان الفاظ کے حوالہ سے نماز نبوی کے مصنف نے صحابیؓ کے عمل کو نبی ﷺ کا عمل قرار دے دیا۔

(۴) دوسرا یہ کہ اس حدیث نمبر ۸۸۴ کو خود ''نماز نبوی'' کے حاشیہ نگار نے اسی صفحہ ۱۶۱ پر

ضعیف قرار دیا ہے۔ پھر یہ الفاظ اور کونسی صحیح حدیث سے لئے ہیں؟

(۵) حاشیہ نگار نے حاشیہ میں حدیث نمبر ۸۸۷ اور ۸۸۴ ابوداؤد کا حوالہ دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ﴿سبح اسم ربک الأعلی﴾ اور اس کے جواب کا تذکرہ ان دونوں روایتوں میں نہیں ہے۔ اس کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۸۳ میں ہے جس کا حوالہ حاشیہ نگار نے اس جملہ کے ذیل میں نہیں دیا۔ آخر کیوں؟

(۶) ابوداؤد کی اسی حدیث نمبر ۸۸۳ کو اسی حاشیہ نگار نے تسہیل الوصول صفحہ ۱۸۴ پر ضعیف قرار دیا ہے۔ (نیز القول المقبول صفحہ ۳۸۶ پر بھی اسے ضعیف کہا گیا ہے) جب صورت حال یہ ہے تو پھر ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾ کا جواب کس صحیح حدیث سے لیا گیا ہے؟

(۷) الغرض ابوداؤد میں اس پیراگراف سے متعلق تین حدیثیں ہیں:

(ا) حدیث نمبر ۸۸۳ جسے (تسہیل الوصول صفحہ ۱۸۴) اور (القول المقبول صفحہ ۳۸۶) پر ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(ب) حدیث نمبر ۸۸۴ جسے خود نماز نبوی ص ۱۶۱ پر حاشیہ میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(ج) حدیث نمبر ۸۸۷ جسے خود (تسہیل الوصول صفحہ ۱۸۴، القول المقبول صفحہ ۳۸۸ اور حاشیہ لقمان صفحہ ۱۳۴) پر ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ سارا پیراگراف کس صحیح حدیث کے حوالہ سے تیار کیا گیا ہے؟ اب تم سمجھے کہ اگر عربی متن درج کیا جاتا تو تین حدیثوں کے مختلف حصے جوڑ کر ایک عربی حدیث تیار کرنے سے فوراً یہ چوری پکڑی جاتی۔ لہذا سینہ زوری کر کے اردو ترجمہ میں یہ سب کچھ ایڈجسٹ کر دیا گیا۔ نیز اس کے حوالہ کو یوں پیش کیا گیا کہ حدیثوں کا ضعف چھپانے کی کوشش کی جاسکے۔

(۸) جب یہ ساری عبارت ایک مکمل حدیث ہے ہی نہیں تو حاشیہ نگار نے کس طرح لکھ دیا کہ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے؟ کیا موصوف یہ مکمل حدیث اور حاکم وذہبی کی تصحیح مستدرک حاکم میں دکھا سکتے ہیں؟

(۹) اور تمہارے ذہبی حاشیہ نگار نے اس سارے پس منظر کو اوجھل رکھنے کے لیئے نماز نبوی ص ۱۶۱ پر ابوداؤد کی حدیث نمبر ۸۸۷ کا صحیح حوالہ دینے کی بجائے حدیث نمبر ۵۸۷ کا غلط حوالہ دیکر غیر مقلد قارئین کرام کو اتنی دور پھینک دیا کہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری'' چونکہ حدیث نمبر ۵۸۷ میں اِس موضوع کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔لہذا کون اتنی لمبی چوڑی تحقیق کر کے زبیر علی زئی صاحب کی اتنی لمبی چوڑی علمی چوری پکڑے گا؟ اس سب کے باوجود ذہبی صاحب نے نماز نبوی صفحہ ۲۳ پر کس جرأت بلکہ ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ: ''اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں'' شاعر نے بجا کہا:

بڑے بھولے بھالے ترے چاہنے والے
زبیر تمہیں تو ہمیں جانتے ہیں
(بلکہ) زبیر تمہیں اب سبھی جانتے ہیں

ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۲): نماز نبوی ص ۸۹ طبع دار السلام میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور لہسن سے منع کیا اور فرمایا: جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا: اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو''۔

حاشیہ میں حوالہ: (ابوداود ۳۸۲۷) ''کیونکہ اس سے فرشتوں کو بھی ایذا پہنچتی ہے''۔

حاشیہ میں حوالہ: (مسلم ۵۶۴)۔

(۱) نماز نبوی ص ۱۷۶ طبع چہارم بیت السلام میں ابوداؤد حدیث ۳۸۲۷ کا حوالہ حذف کر

دیا گیا اور حدیث کے دونوں حصوں کا حوالہ مسلم حدیث ۵۶۴ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے جبکہ ابوداؤد والی حدیث کا مضمون مسلم کی اس حدیث ۵۶۴ میں نہیں ہے۔

ایسا کیوں کیا گیا؟ اِسکی اصل وجہ تو حاشیہ نگار ہی بتائینگے، میں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابوداؤد کی حدیث نمبر ۳۸۲۷ کو موصوف حاشیہ نگار نے ۲۰۰۵ء میں تسہیل الوصول ص ۱۳۵ پر ضعیف قرار دیا ہے اور ۲۰۰۵ء میں ہی انہوں نے نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن کی حدیثوں کے صحیح ہونے کی ذمہ داری بھی قبول کرنی تھی حسب حوالہ (ص:٦) لہٰذا موصوف نے ابوداؤد کا حوالہ حذف کر کے ضعیف حدیث کے الفاظ کو مسلم حدیث نمبر ۵۶۴ کی طرف منسوب کر دیا تا کہ اِس ضعیف حدیث کی نشاندہی نہ ہو سکے۔

(۲) بلکہ انڈر لائن عبارت لکھ کر وہ بھی مسلم حدیث ۵۶۴ کی طرف منسوب کر دی: "لوگ بولے لہسن حرام ہو گیا، آپؐ نے فرمایا: لوگو میں وہ چیز حرام نہیں کر سکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہو، لیکن لہسن کی بو مجھے بری لگتی ہے"۔

محترم یہ خط کشیدہ عبارت بھی مسلم حدیث ۵۶۴ میں نہیں ہے لیکن غلط حوالہ دیکر اسے مکتبہ بیت السلام سے چھاپا گیا۔

جو لوگ پیارے پیغمبر ﷺ کی حدیثوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں وہ اور کیا کچھ نہیں کر سکتے؟ اِن تین حدیثوں کے اجزاء کو جوڑ کر عربی میں ایک حدیث بنائی جاتی تو یہ اقدام فوراً پکڑا جاتا لیکن ترجمہ میں اس اقدام کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور پوری کتاب میں عموماً احادیث مع ترجمہ ذکر کرنے کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ ایک ہی کتاب ایک ہی مصنف، ایک ہی محقق اور ایک ہی مسلک والے آج کے متمدن اور کمپیوٹرائزڈ دور میں اور باشعور قارئین کے سامنے صحیح مسلم کی طرف ایسی عبارت منسوب کر رہے ہیں جو صحیح مسلم کی حدیث ۵۶۴ میں سرے سے موجود نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نماز نبوی طبع بیت السلام کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ "زبیر علی

زئی صاحب جید اہل حدیث عالم ہیں، روایات کی اسناد پر خصوصی مہارت حاصل ہے انہوں نے تیسرے ایڈیشن میں موجود احادیث کی صحت کی ذمہ داری قبول فرمائی"۔

اب موصوف ذمہ دار سے مطالبہ ہے کہ وہ مندرجہ بالا مکمل حدیث کی عبارت حسب حوالہ ص ۱۷۶ مسلم حدیث ۵۶۴ میں دکھائیں اور ابوداؤد کی حدیث ۳۸۲۷ کو صحیح ثابت کر کے ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔

ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۳): (نماز نبوی: ص ۲۹۲) پر دوسطر کی یہ عبارت لکھی ہے: "نماز جنازہ پڑھنے کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ سر شمال کی سمت اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں، پھر باوضو ہو کر صفیں باندھیں، میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سر کے سامنے کھڑا ہو، اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کھڑا ہو، (ترمذی حدیث ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ابوداود حدیث ۳۱۹۴)"۔

یہ حوالہ یوں دیا گیا جیسے یہ سب کچھ ان احادیث میں ہے جبکہ خط کشیدہ عبارت کا ان احادیث میں کوئی ذکر نہیں، اب اگر حدیث کا عربی متن درج ہوتا تو یہ اضافہ حدیث کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا تھا، لیکن ترجمہ میں اس کو کھپا دیا گیا۔

ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۴): (نماز نبوی ص ۱۴۴) پر ہے: "رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے (مسلم حدیث نمبر ۳۹۰)"۔ "نبی اکرم ﷺ (کبھی کبھی) ہاتھوں کو کانوں تک بلند فرماتے (مسلم حدیث ۳۹۱)"

(۱) غیر مقلدین چونکہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اِسلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی روایت کے ترجمہ میں انھوں نے (کبھی کبھی) کا بریکٹ لگا دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کا اسلوب ایک جیسا ہے پھر ترجمہ میں یہ فرق کیوں؟ ملاحظہ ہو:

"کان رسول اللہ ﷺ اِذا قام اِلی الصلاۃ رفع یدیہ حتی تکونا بحذو منکبیہ"

(رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں

تک اٹھاتے) جبکہ دوسری روایت ہے:''كان اِذا كبر رفع يديه حتى يحاذی بهما اُذنيه'' (رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے)۔

اب اگر عربی متن درج کر دیا جاتا تو ہر قاری سوال کرتا کہ یہ کبھی کبھی کا بریکٹ صرف کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی روایت میں کیوں ہے؟ کندھوں والی روایت میں کیوں نہیں؟ یہ بریکٹ دونوں روایتوں کے ترجمہ میں ہونا چاہیے تھا یا دونوں میں نہیں۔

(۴) مسلم کی حدیث نمبر ۳۹۱ جسمیں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے یہ حضرت مالک بن حویرثؓ سے مروی ہے اسمیں نماز کے شروع، رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور مسئلہ رفع یدین میں یہ غیر مقلدین کی مرکزی دلیل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(ا) آدھی حدیث (متعلقہ رفع یدین) پر تو تم عمل کرتے ہو اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے پر تمہارا عمل نہیں۔ ایک ہی حدیث میں یہ تفریق کیوں؟

(ب) جب تم پوری حدیث کا ترجمہ کرو گے تو یہ (کبھی کبھی) کا بریکٹ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ساتھ خاص نہیں رہے گا بلکہ اِسکا تعلق رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے ساتھ بھی ہوگا۔ اب اگر یہ بریکٹ صحیح ہے تو کیا تم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو کہ رکوع والا رفع یدین بھی کبھی کبھی ہوتا تھا۔ نیز چونکہ تم لوگ (کبھی کبھی) کانوں تک ہاتھ اٹھانے پر بھی عمل پیرا نہیں تو پھر اسی حدیث میں موجود رکوع والے رفع یدین پر مسلسل عمل کس بناء پر؟

الغرض یا تو یہ کبھی کبھی بریکٹ ہٹا کر کانوں تک ہاتھ اٹھانا شروع کر دو یا حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت سے رفع یدین پر استدلال کرنا چھوڑ دو۔

تعجب ہے کہ تم لوگ اپنے قارئین کو تصویر کا ایک رُخ دکھا دیتے ہو اور دوسرا رُخ چھپانے کیلئے (کبھی کبھی) کا بریکٹ لگا دیتے ہو!

ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۵): نماز نبوی دار السلام ص ۱۴۵ پر لکھا ہے: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا: نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی (ذراع) پر رکھیں۔

ملاحظہ ہو کہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: (عن سهل بن سعدؓ قال كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل يده اليمنىٰ على ذراعه اليسرىٰ في الصلاة).

اس حدیث کو سامنے رکھ کر بتائیں کہ انڈر لائین الفاظ حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہیں؟ واضح رہے کہ نماز نبوی بیت لسلام ایڈیشن ص ۹۱ پر یہ الفاظ ترجمے سے نکال لے گئے، اگر دار السلام ایڈیشن والا ترجمہ صحیح تھا تو بیت لسلام ایڈیشن سے یہ الفاظ حذف کیوں کیے؟ اور اگر اسلئے حذف کیے کہ وہ اضافہ غلط تھا تو پھر یہ اضافہ دار السلام ایڈیشن میں تا حال موجود کیوں ہے؟

ترجمہ پر اکتفاء کیوں؟ (۶): الغرض عمومی طور پر اگر عربی متن درج کیا جاتا تو ترجمہ میں پابند ہونا پڑتا جبکہ نماز نبوی کے دار السلام ایڈیشن اور بیت السلام ایڈیشن کا موازنہ کریں تو دونوں کا اسلوب یکسر مختلف ہے۔ نماز نبوی میں عموماً حدیث شریف کو حکم کے انداز میں بیان کیا گیا ہے جبکہ بیت السلام ایڈیشن میں آقا ﷺ کے عمل یا قول کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ آخر کیوں؟ نیز دونوں کتابیں مارکیٹ میں ہیں، اب کونسا اسلوب حدیث کا صحیح ترجمہ ہے اور کونسا غلط؟ نیز اسلوب کی تبدیلی کیوں کی گئی؟

گویا عربی متن کے بغیر یہ کتاب جس سانچہ میں چاہے ڈھال لو۔

غیر مقلد: میری گذارش ہے کہ اِس آخری بات کو گفتگو کی کاروائی سے حذف کر دیا جائے، ورنہ اہلحدیث قارئین کو پتہ چل جائے گا کہ کتاب نماز نبوی کوئی مسلک کی خدمت نہیں بلکہ کاروباری دھندہ، رائلٹی کا چکر اور ماڈل پالیسی ہے جس سے ہمارا اعتماد

مجروح ہوگا۔

سنی : ماڈل پالیسی کے حوالہ سے میں بھی اسی نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ ۱۹۹۸ء کے دار السلام ایڈیشن کے بعد ۲۰۰۵ء والے بیت السلام ایڈیشن میں مضامین میں تقدیم وتاخیر، حاشیہ کو متن میں شامل کرنا، پوری کتاب کے اسلوب کو بدل دینا، متن اور حاشیہ میں حذف وزیادت، ۳۰۴ صفحات کے بجائے ۲۶۳ میں منی سائز وغیرہ یہ سب کچھ آپ کی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔

یہاں بڑا واضح سوال ابھرتا ہے کہ اگر دار السلام ایڈیشن میں یہ سب کچھ صحیح تھا تو بیت السلام ایڈیشن میں یہ تبدیلیاں کیوں کی گئیں؟ اور اگر تبدیلیاں اس لئے کی گئیں کہ دار السلام ایڈیشن میں غلطیاں تھیں تو پھر یہ ایڈیشن تا حال مارکیٹ میں کیوں ہے؟

محترم بات لمبی ہوتی جارہی ہے میں نماز نبوی کے تمام حوالہ جات کی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اس نمونہ سے آپ اس کتاب کے مصنف، محقق، منقح اور اپنے مسلک کی بابت بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انکی کتابیں اور وہ کتنے قابل اعتماد ہیں؟

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟ ☆ دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

(۷) نماز نبوی دار السلام ایڈیشن + نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن =؟

سنی : ڈاکٹر شفیق صاحب کی نماز نبوی دار السلام اور بیت السلام دو اداروں نے چھاپی ہے، اس کا کیا پس منظر ہے؟ اور ان دونوں نسخوں میں کیا فرق ہے؟

غیرمقلد : ہماری گفتگو علمی نوعیت کی ہے جبکہ دار السلام اور بیت السلام کے کاروباری معاملات دو اہل حدیث اداروں کا اندرونی معاملہ ہے، وہ زیر بحث نہیں آنا چاہیے، جہاں تک دونوں نسخوں کے فرق کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ نشریاتی ادارہ بدلنے سے کتاب میں تو تبدیلی نہیں آجاتی، چونکہ کتاب وہی نماز نبوی، مصنف وہی ڈاکٹر شفیق الرحمان،

تحقیق وتخریج اسی زبیر علی زئی کی اور تصحیح عبدالصمد رفیقی کی۔ پھر تبدیلی کیونکر اور کس لئے؟

خود بدلتے نہیں الفاظ بدل دیتے ہیں

سنی: نماز نبوی دارالسلام ایڈیشن کے موضوعات کی ترتیب بیت السلام ایڈیشن میں آگے پیچھے کردی گئی ہے، اس کے اسباب وعوامل پر روشنی ڈالیں گے؟

غیر مقلد: سچی بات ہے، میں نے کبھی اس پس منظر میں دونوں ایڈیشنوں کا تقابلی جائزہ نہیں لیا، آپ کا کیا تجزیہ ہے؟

سنی: اس کی اصل وجہ تو مصنف کتاب ہی بتا سکتے ہیں، میرا ذاتی اندازہ ہے کہ کتاب میں حذف وزیادت اور تبدیلیوں کو چھپانے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔

غیر مقلد: میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی حذف وزیادت یا تبدیلی ہوئی ہو، چونکہ یہ ''نماز نبوی'' ہمارے مسلک کی واحد کتاب ہے جس میں ایک مصنف کے ہمراہ محقق، مخرج، مصحح اور منقح سمیت آٹھ حاشیہ نگاروں کی ٹیم نے حصہ لیا ہے۔

سنی: آپ پردے ڈال رہے ہیں، حقیقت حال کا آپ کو خوب اندازہ ہے، یہ دیکھئے:

☆ **عبارت حذف کردی گئی (ا)**: دارالسلام ایڈیشن ص۴۹ پر یہ عبارت درج ہے:

''امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، کہ حدیث کی معرفت رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ (امام کے لئے) بسم اللہ زور سے پڑھنے کی کوئی صریح روایت نہیں''۔ بیت السلام ایڈیشن ص۹۵ پر اس عبارت کو کیوں حذف کیا گیا؟

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں ☆ ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

غیر مقلد: اصل وجہ تو مصنف ہی بتائیں گے غالباً یہ عبارت اونچی بسم اللہ پڑھنے کی بابت ہمارے مسلک کے خلاف جاتی تھی اس لئے حذف کردی گئی؟

سنی: ☆ **عبارت حذف کردی گئی (۲)**: دار السلام ایڈیشن صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سخت مجبوری کے باعث نمازیں فوت ہو جائیں تو انھیں بالترتیب ادا کرنا مسنون ہے"۔ بیت السلام ایڈیشن ص ۶۶ پر اس عبارت کو کیوں حذف کیا گیا؟ جبکہ یہ عبارت حدیث کی روشنی میں لکھی گئی تھی۔

غیر مقلد: گو کہ یہ بات حدیث سے معلوم ہوتی تھی لیکن چونکہ ہمارے مسلک کے خلاف جاتی تھی اس لئے اسے بھی حذف کر دیا گیا، واضح رہے کہ ہمارے ہاں عمداً فوت شدہ نمازوں کی قضا کا تصور نہیں ہے۔ (فتاوی ستاریہ: ۱۵۴/۴)۔

سنی: ☆ **عبارت حذف کردی گئی (۳)**: دار السلام ایڈیشن ص ۷۶ کے حاشیہ میں لکھا ہے: "ہر اُس جراب پر مسح کرنا درست ہے جو: (الف) موٹی ہو، یعنی پاؤں نظر نہ آئیں۔ (ب) ساتر ہو یعنی پھٹی نہ ہو"۔ یہ عبارت بیت السلام ایڈیشن ص ۴۳ پر کیوں حذف کی گئی ہے؟

غیر مقلد: دراصل ہمارے میاں نذیر حسین دہلویؒ نے اونی سوتی جرابوں پر مسح سے متعلق فتویٰ لکھا تھا کہ: "ان جرابوں پر مسح کی کوئی دلیل نہیں نہ قرآن کریم سے نہ اجماع سے اور نہ قیاس صحیح سے" (فتاوی نذیریہ: ۳۳۳/۱) اور ہفت روزہ اہل حدیث ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ ص ۲ پر بھی لکھا ہے کہ "اگر جراب پھٹی ہوئی ہے یا اتنی باریک ہے کہ اسمیں سے پاؤں نظر آتا ہے تو اس پر مسح کرنا درست نہیں اور اگر جراب موٹی ہے تو وہ موزے کے قائم مقام تصور ہوگی"۔ اس لیے ہمارے حاشیہ نگار نے "نماز نبوی" دار السلام ایڈیشن میں صرف مشروط قسم کی جرابوں پر مسح کو درست قرار دیا لیکن اب ہم چونکہ احناف کی مخالفت میں اور دلائل سے قطع نظر بلا شرط ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرانے کا مشن لیکر اٹھے ہیں اور ہمارے اپنے ہی حاشیہ نگار کی یہ عبارت ہماری تازہ پالیسی کے خلاف جاتی تھی، لہذا اس کو حذف کرنا طے پایا، حالات کے اتار چڑھاؤ کو مدنظر رکھ کر اس طرح کے وقتی فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔

سنی: ☆ عبارت حذف کردی گئی (۴): نماز نبوی میں لکھا ہے: ''اگر کسی موقع کی سنت کے ساتھ ایک اور سنت آ ملے تو دونوں سنتوں کو بجالانا درست ہوگا، مثلاً کسی فرض نماز کی جماعت ہوئی امام صاحب نے سلام پھیرا، امام صاحب اور مقتدی حضرات مسنون اذکار اور دعاؤں میں مصروف ہوگئے، اچانک کسی نے کہا: ''بیماروں کے لئے دعا کریں'' تو کسی کے مطالبے پر دعا کرنا بھی سنت ہے، لہذا دعا کرنا جائز ہوگا''۔ (دارالسلام ایڈیشن ص ۲۱۳) جبکہ نماز کے بعد دعا سے متعلق یہ عبارت بیت السلام ایڈیشن ص ۱۵۵ پر حذف کردی گئی، آخر کیوں؟

غیرمقلد: نماز نبوی کا دارالسلام ایڈیشن ۱۹۹۸ء میں چھپا جبکہ بیت السلام ایڈیشن ۲۰۰۵ء میں چھپا۔ ۱۹۹۸ء تک جو چیز سنت تھی، ۲۰۰۵ء تک مذہبی پالیسی وضع کرنے والوں نے اس کو حذف کرنا ہی مناسب سمجھا، چونکہ اس سنت کی وجہ سے نماز کے بعد دعا کی بابت ہمارے مسلکی موقف پر زد پڑتی تھی۔

سنی: ☆ عبارت حذف کردی گئی (۵): نماز نبوی دارلسلام ص: ۴۵ پر لکھا ہے: سمندری پانی پاک کرنے والا ہے اور اُسکا مردار (مچھلی) حلال ہے۔ جبکہ بیت السلام ایڈیشن ص: ۱۴۰ پر مچھلی کا لفظ حذف کردیا گیا۔ ۱۹۹۸ء تک تمہاری تحقیق میں سمندری مردار سے مراد مچھلی تھی لیکن ۲۰۰۵ء میں یہ تحقیق کیوں بدل گئی؟

غیرمقلد: یہ بڑا گہرا مسئلہ ہے، نماز نبوی دارلسلام میں سمندری مردار حلال ہے کے بریکٹ میں اسکو مچھلی کے ساتھ خاص کردیا گیا تھا، لیکن جب مصنف کتاب کو احتجاجی طور پر بتایا گیا کہ ہمارے نزدیک تو سمندر کی مچھلی کی طرح سمندری کتا سمندری خنزیر اور سمندری انسان بھی بغیر ذبح کیے حلال ہے جیسا کہ ہمارے نواب وحیدالزمان صاحب ہماری فقہ کی کتاب ''کنز الحقائق'' ص ۱۸۵ پر وضاحت کی ہے تو آپ نے اسکو

مچھلی کیساتھ خاص کیوں کیا؟ تو نمازنبوی کے مصنف کو یہ مچھلی والا بریکٹ ختم کرنا پڑا، اور حاشیہ نگاروں کی ٹیم نے بھی اسپر مہر تصدیق ثبت کردی اور کوئی اختلافی نوٹ نہ لکھا۔

سنی : ☆**عبارت حذف کردی گئی (۶)**: نمازنبوی دارالسلام ص: ۱۵۰ کے حاشیہ میں لکھا ہے: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی نماز میں ہو، اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، فرض پڑھ رہا ہو یا نوافل، امام سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہو یا کوئی اور سورۃ، بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ اگر اُسے سورۃ فاتحہ آتی ہو پھر بھی نہ پڑھے تو اسکی نماز نہیں ہوگی" بیت السلام ایڈیشن ص: ۹۵ پر انڈر لائین عبارت حذف کر دی گئی۔ آخر کیوں؟ بیچارہ غیر مقلد کس ایڈیشن کو صحیح سمجھے؟

غیر مقلد : نمازنبوی دارالسلام ص ۱۵۰ والی بات مسئلہ کی رو سے تو ٹھیک تھی لیکن اسکو حذف کرنا ہمارے فرقے کی مسلکی مجبوری تھی، پہلے آپ مسئلہ سمجھیں کہ جس شخص کو سورہ فاتحہ اور قرآن کی کوئی آیت بھی نہ آتی ہو ایسے شخص کو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اسکی جگہ یہ پڑھ لو: سبحان اللہ و الحمدللہ و لا اِلٰہ اِلا اللہ واللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم (سنن ابی داود حدیث ۸۳۲) اس حدیث کی رو سے وہ مسئلہ ٹھیک تھا کہ "اگر اسے سورہ فاتحہ آتی ہو پھر بھی نہ پڑھے تو اسکی نماز نہیں ہوگی" لیکن اب اگلی راز کی بات سنیں کہ اس مسئلہ کو بیت السلام ایڈیشن میں حذف کیوں کیا؟ چونکہ اس مسئلہ سے فاتحہ کی بابت ہمارے موقف پر یہ زد پڑتی تھی کہ ایسے شخص نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی پھر بھی اسکی نماز ہوگئی، لہٰذا ایسے مسئلہ کو ہم نے اپنی کتاب سے نکال دیا۔

سنی : لیکن یہ مسئلہ سنن ابی داود وغیرہ حدیث کی کتابوں میں تو موجود ہے پھر اسکو نماز نبوی سے نکالنے کا کیا فائدہ؟

غیر مقلد : یار! ہمارے ۹۹،۹۹% لوگوں نے تو تحقیق وریسرچ کے نام پر یہی اردو

کتابیں پڑھنی ہوتی ہیں، حدیث کی اصل کتابوں کو گنے چنے افراد کے علاوہ کون پڑھتا ہے؟

سنی : ☆عبارت حذف کردی گئی (۷): نماز نبوی دار السلام ص ۱۲۰ کے حاشیہ نگار محمد عبد الجبار صاحب لکھتے ہیں: "امام مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء متقدمین و متاخرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں"... جبکہ بیت لسلام ایڈیشن ص ۸۴ پر لکھا ہے: "امام مالکؒ شافعیؒ اور جمہور علماء متقدمین ومتاخرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں"...

سوال یہ ہے کہ دار السلام ایڈیشن میں محمد عبد الجبار صاحب نے ابوحنیفہ کا نام لکھا اور بیت السلام ایڈیشن میں یہ نام حذف کر کے کسی غلطی کی تلافی کی؟ یا اپنے دل میں موجود کسی چھپی کیفیت کا اظہار کیا؟

غیرمقلد : آپنے بجا کہا اس میں حاشیہ نگار نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابت اپنے دل کی چھپی ہوئی ایک کیفیت کا اظہار کیا ہے۔

سنی : ☆عبارت حذف کردی گئی (۸): نماز نبوی دار السلام ص ۲۹۶ کے حاشیہ میں ہے: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں بالاجماع منسوخ ہیں" جبکہ بیت السلام ایڈیشن ص ۲۵۳ پر یہ عبارت کیوں حذف کیگئی؟

غیرمقلد : دراصل صلاۃ الرسول ﷺ سیالکوٹیؒ میں لکھا ہے کہ: نماز جنازہ کی تکبیریں چار پانچ چھ بھی کہہ سکتے ہیں ص ۴۴۱، یہ پڑھکر ہمارے لوگ اسپر عمل کرتے رہے۔

اب نماز نبوی میں پانچ تکبیروں کے بالاجماع منسوخ ہونے کا تذکرہ پڑھکر لوگ بجا طور پر کہنے لگے کہ سیالکوٹی صاحبؒ کی اندھی تقلید میں آج تک ہم منسوخ شدہ مسئلے پر عمل پیرا رہے اور اجماع کی مخالفت کے مرتکب ٹھرے۔

☆نیز یہ کہ نماز نبوی میں اِس اظہار حقیقت کی اہمیت مسلّم! لیکن سندھو صاحب لقمان سلفی صاحب اور زبیر علی زئی صاحب حاشیہ نگاروں نے اس اجماع کا تذکرہ صلاۃ الرسولؐ

ص ۴۴۱ کے حاشیوں پر کیوں نہ کیا؟ تا کہ ہمیں اصل صورتحال کا پتہ چل جاتا۔

الغرض ختم نہ ہونے والے اِن سوالات کی بنا پر طے پایا کہ اجماع سے متعلق اِس عبارت کو بیت السلام ایڈیشن سے حذف کردیا جائے۔

سنی : ☆عبارت حذف کر دی گئی (۹): نماز نبوی دارالسلام ص ۲۹۵ پر لکھا ہے کہ: ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جنازہ میں (تعلیماً) فاتحہ بلند آواز سے پڑھی'' اسکے بعد لکھا ہے ''لہٰذا جنازے میں امام تعلیماً اونچی قراءت کرسکتا ہے''۔ جبکہ بیت السلام ایڈیشن ص ۲۵۳ پر تعلیماً کا لفظ حذف کر دیا گیا۔ اس پر کچھ تبصرہ فرمائینگے؟

غیرمقلد : حضرت ابن عباسؓ کی اِسی روایت کی بابت سندھو صاحب نے لکھا ہے کہ: اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ ابن عباسؓ نے فاتحہ کو جہراً تعلیم کی غرض سے پڑھا تھا اور دوسرا یہ کہ اسکا نماز میں جہراً پڑھنا مسنون نہیں (القول المقبول ص ۷۱۰)

اور عوف بن مالک والی روایت سے اونچی دعا پڑھنے پر استدلال کے بارے میں سندھو صاحب اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: اس حدیث سے حجت لینا محل نظر ہے۔

نیز سندھو صاحب ص ۷۱۱ پر اور لقمان سلفی صاحب حاشیہ صلاۃ الرسول ﷺ ص ۲۸۶ پر لکھتے ہیں کہ: ''نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ قراءت سرّاً کی جائے لہٰذا جہری قراءت خلاف سنت ہے الّا یہ کہ تعلیم وغیرہ کی غرض سے ہو تو جہری قراءت جائز ہے''۔

الغرض نماز نبوی میں ''تعلیماً'' لفظ کی وجہ سے ہمارے بعض باشعور لوگوں نے کہا کہ: ہمیں جنازے میں سورۃ فاتحہ پڑھے جانے کی تعلیم ہو چکی ہے لہٰذا اب پورا جنازہ اونچی آواز سے پڑھنے کا خلاف سنت عمل بند ہو جانا چاہیئے۔

اِس صورتحال پر غور و خوض کے بعد طے پایا کہ اِس ''تعلیماً'' کے لفظ کو حذف ہی کردیں تا کہ یہ شورش بڑھ نہ جائے۔

سنی :☆ عبارت حذف کردی گئی (۱۰): نماز نبوی دار السلام ص ۱۷۵ پر لکھا ہے ''لاصلاۃ لمن لم یقرأ بأم القرآن '' کے ذیل میں لکھا ہے کہ: حدیث ''لاصلاۃ'' میں لا نفی جنس کا ہے جو اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت نماز کی جنس سے نہیں ہے۔ (لہٰذا نماز ناقص ہوئی) جبکہ بیت السلام ایڈیشن ص: ۱۲۰ پر یہ نادر علمی نکتہ حذف کر دیا گیا۔ کیا ۱۹۹۸ء میں یہ لانفی جنس کا تھا ۲۰۰۵ء میں یہ لانفی جنس کا نہیں رہا؟ یا علم نحو کا قانون بدل گیا؟ یا فتوے میں نرمی آ گئی؟

ہر شخص کو سوال کا حق حاصل ہے کہ اگر یہ علمی نکتہ صحیح تھا تو اُسے حذف کیوں کیا گیا؟ اور اگر غلط تھا تو پھر دار السلام ایڈیشن میں وہ تا حال باقی کیوں ہے؟ جب اِس نکتہ میں اتنی جان بھی نہیں کہ وہ کتاب میں باقی رہ سکے تو پھر تمہارے خطیب اور مناظر ہاتھ لہرا لہرا کر اس ''لا'' کو لا اِلٰہ الا اللہ اور لا نبی بعدی کے لا سے کیوں ملاتے ہیں؟

یوں لگتا ہے کہ کسی ایک موقف پر ٹھہراؤ اور استقرار جیسی نعمت تم لوگوں کے مقدّر میں ہی نہیں، کہیں ایڈیشن بدلنے سے معلومات میں کمی بیشی ہو رہی ہے تو کہیں تحقیق و تنقیح کے نام پر گستی لڑی جا رہی ہے مگر پھر بھی دعویٰ اتحاد بڑے دھڑلّے اور ڈھٹائی سے کیا جا رہا ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمھارا مظلوم قاری کس ایڈیشن پر اعتماد کرے؟ جبکہ دونوں ایڈیشن مارکیٹ میں ہیں۔ تمہارا اندھا مقلد تمہارے ڈھیر سارے علماء کی ۱۹۹۸ء والی تحقیق کو مسلک اہل حدیث کی نمائندہ تحقیق سمجھے یا ۲۰۰۵ء والی تحقیق کو؟

جب تمہارے چوٹی کے ان علماء کو اپنے فرقے کے نمائندہ موقف کا ہی پتہ نہیں تو پھر وہ اپنے ناموں کے ساتھ لمبے چوڑے القاب لگا کر تصنیف و تالیف کی وادی میں کیوں کود پڑتے ہیں؟

غیر مقلد :یہ لا نفی جنس والی عبارت حذف کرنے کیوجہ میں نہیں بتا سکتا چونکہ اسکا تعلق عربی گرائمر سے ہے اور وہ مجھے نہیں آتی۔

(۸) صحابہؓ کی بے ادبی

سنی : نماز نبوی مطبوعہ دار السلام میں ۷۴۴ مقام پر صحابہ کرام کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جبکہ نماز نبوی مطبوعہ بیت السلام کی مکمل کتاب میں صحابہ کے ناموں سے پہلے حضرت کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے ایسا کیوں کیا گیا؟

نیز تم دار السلام والوں کو صحیح سمجھتے ہو جنہوں نے صحابہؓ کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ استعمال کیا یا بیت السلام والوں کو صحیح سمجھتے ہو جنہوں نے حضرت کا لفظ حذف کیا؟

غیر مقلد : یہ سب مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے، میں نہیں سمجھتا کہ بیت السلام والے ایسا اقدام کریں، چونکہ پاکستان ہندوستان کے مسلمان تو بڑے حسّاس اور جذباتی ہیں وہ ایسے لوگوں کو دیس نکالا دے دیں گے جو اپنے اور اپنے علماء کے ناموں کے ساتھ تو ڈھیر سارے لقب، سابقے اور لاحقے لگاتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ بھی گوارا نہیں کرتے۔

سنی : محترم یہ پروپیگنڈہ نہیں ایک حقیقت ہے جو چھپی ہوئی تھی لیکن چھپی ہوئی تھی اور اب واشگاف ہو رہی ہے، جس سے لوگوں کا شعور بیدار ہوگا اور وہ اصل حقیقت کو سمجھیں گے، مجھے بھی آپ سے اتفاق ہے کہ مکتبہ بیت السلام والوں نے ایسا نہیں کیا ہوگا، چونکہ کتاب کے مشتملات میں ردّ و بدل کرنا ان کا کام نہیں۔ یہ مصنف کا کام ہوتا ہے۔

غیر مقلد : لیکن مصنف نے ایسا کیوں کیا؟ اس اقدام سے مسلک اہل حدیث کی کون سی خدمت ہوئی؟ اس اقدام سے صحابہ کرامؓ کے احترام میں کتنا اضافہ ہوا؟ جو اپنے نام کے شروع میں ڈاکٹر اور سید لکھے جو نماز نبوی ص ۷ پر اپنے علماء کے لئے لکھے "معروف عالم دین اور محقق مولانا حافظ زبیر علی زئی صاحب" لیکن اسے صحابہؓ کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ بھی گوارا نہیں ہوا؟

سنی: یہ دکھ بھری داستان ہے، تمہیں کیا خبر کہ تمہاری قیادت تمہیں کہاں لے جا رہی ہے؟ تمہاری تربیت معاصرین کی بے ادبی، بداعتمادی اور گستاخی سے شروع ہو کر اسلاف واکابرین سے ہوتی ہوئی صدیوں کا سفر طے کر کے حضرات صحابہؓ تک جا پہنچتی ہے اور تمہارے جیالے حضرت عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت ابوسفیانؓ وغیرہ کے خلاف خصوصاً اور دیگر صحابہؓ کے خلاف عموماً زبان درازی، بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو: (نواب وحید الزمان غیر مقلد کی کنز الحقائق ص ۲۳۴۔ نزل الابرار ۲/۹۴)، (محمد جوناگڑھی کی کتاب طریق محمدی ص ۳۰، ۴۰، ۴۲ وغیرہ)

میں آج تمہیں بتا دوں کہ اس بناء پر بھی علماء اہل سنت تم سے نالاں ہیں اور تمہیں گمراہ سمجھتے ہیں۔

اصحابؓ کی عظمت کم کر دیں سرکارؐ کی سنت مٹ جائے
ہر دور میں اہل باطل کی ناپاک یہ سازش ہوتی ہے

سازش کا آغاز: میری معلومات کے مطابق صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ حضرت ہٹانے کی سازش کا آغاز اس وقت ہوا جب انڈیا کے لقمان سلفی صاحب نے ۲۰۰۳ء میں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کا حاشیہ لکھ کر دار الداعی سے چھپوایا، اس میں تقریباً ۲۴۰ مقامات پر اس نے صحابہؓ کے نام کے ساتھ ہر اس جگہ سے حضرت کا لفظ حذف کر دیا جہاں سیالکوٹی صاحب نے استعمال کیا تھا۔

یہاں پہلا سوال یہ ہے کہ خاکم بدہن اگر حضرات صحابہؓ کے اسماء گرامی کیساتھ حضرات کا لفظ لکھنا غلط ہے تو یہ غلطی مصنفِ کتاب نے کی اور وہ نصف صدی سے یونہی چل رہی ہے۔

☆ لقمان سلفی صاحب سے قبل عبدالرؤف سندھو صاحب نے صلاۃ الرسولؐ پر حاشیہ لکھا اسمیں حضرت کا لفظ باقی ہے۔

☆ پھر ۲۰۰۵ء میں زبیر علی زئی صاحب نے صلاۃ الرسول ؐ کا حاشیہ لکھا اسمیں بھی حضرت کا لفظ باقی رکھا اب آپ ہی بتائیں کہ انمیں سے کون صحیح ہے اور کون غلط؟

دوسری سازش: حضرات صحابہؓ کے خلاف دوسری سازش ڈاکٹر شفیق الرحمان صاحب نے کی کہ ۲۰۰۵ء میں ''نماز نبوی'' کے مکتبہ بیت السلام والے ایڈیشن سے تقریباً ۴۷ مقامات پر صحابہؓ کے نام سے حضرت کا لفظ ہٹا دیا جو کہ ''نماز نبوی'' دار السلام ایڈیشن ۱۹۹۸ء میں موجود تھا۔

یوں نماز نبوی کا یہ مصنف جس کا اصل نام شفیق الرحمٰن زیدی ہے اس نے اپنے نام سے زیدی کی نسبت چھپا کر نماز نبوی لکھ کر دار السلام سے چھپوائی۔ کتاب کی مقبولیت کے بعد وہی کتاب بیت السلام سے چھپوائی اور اس میں صحابہؓ کے نام سے لفظ حضرت کو ہٹا کر یہ واضح کر دیا کہ اسکا تعلق زیدیوں کے کس طبقہ سے ہے؟

اے ہندوستان و پاکستان کے غیر مقلدو! اگر تمہارے دلوں میں صحابہؓ کی محبت ہے تو پھر تم کس منہ سے ''حاشیہ لقمان سلفی'' اور اس کتاب ''نماز نبوی'' کو بغل میں دبائے پھرتے ہو؟ اپنے ضمیر سے پوچھو کہ صحابہؓ اور ان کا احترام کرنے والوں کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہو یا لقمان سلفی اور شفیق زیدی کے ساتھ؟

قریب یارو ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر؟
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین تک

محترم! یہ زیدی مصنف تم غیر مقلدین کے لیئے بدنامی کا عنوان ہے خصوصاً مکتبہ دار السلام کے لئے اور بیت السلام کے لئے۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر تم سب اس کے اس جرم میں شریک ہو۔ تمہیں اب حقیقت پسندانہ فیصلہ کرنا ہوگا۔

سنی قوم کو بجا طور پر سوال کا حق حاصل ہے کہ اگر صحابہؓ کے نام کے ساتھ حضرت لکھنا

صحیح ہے تو مکتبہ بیت السلام والے ایڈیشن سے اس کو کیوں حذف کیا؟ اور (خاکم بدہن) اگر واقعی حضرت لکھنا غلط ہے تو ایسی تحقیق کو منظر عام پر لایا جائے نیز دارالسلام کے ایڈیشن میں حضرت کا لفظ کیوں باقی ہے؟ اور ان قدیم وجدید علماء اہل حدیث کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جو صحابہؓ کے اسماء گرامی کے ساتھ حضرت لکھتے رہے اور تا حال لکھ رہے ہیں؟

غیر مقلد : یہ صورتحال پہلی دفعہ میرے علم میں آرہی ہے جسکی میں پرزور مذمت کرتا ہوں ان حکیموں اور ڈاکٹروں کی مسلکی کتابوں سے اُنکی ذات کو مالی فائدہ پہنچا لیکن اہلحدیثوں کو نفسیاتی مریض بنادیا گیا اور مسلک اہلحدیث کو جڑوں سے کھوکھلا کر دیا گیا۔

سنی : آپکے ذاتی جذبات قابل قدر ہیں لیکن حاشیہ لقمان سلفی اور نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن کو چھپے ہوئے چند سال گذر گئے تمھارے کسی عالم نے اس صورتحال کیخلاف صدا بلند نہیں کی، تمھارے کسی صحافی کا قلم حرکت میں نہیں آیا، تمھارے کسی مفتی نے فتویٰ جاری نہیں کیا، تمھارے کسی ادارے نے اسپر اپنا تنقیدی تبصرہ ریکارڈ نہیں کرایا بلکہ:

ع: اِس طرح چپ کھڑے ہو تم جیسے کہ کچھ ہوا نہیں۔

غیر مقلد: یہ سب باتیں بعد کی ہیں پہلے تو ہمارے علماء کو یہ طے کرنا ہے کہ حضرت کا لفظ لکھنے اور مٹانے والوں میں سے صحیح کون ہے اور غلط کون؟ اچھا آپ نے بڑی ریسرچ کی ہے آپ یہ بتائیں کہ نماز نبوی میں صحابہؓ کے ناموں کے ساتھ حضرت کا لفظ رکھنے یا ہٹانے کے کی بابت حاشیہ نگار زبیر اٹکی صاحب کا کیا موقف ہے؟

سنی: آپ نے سوال کیا ہے تو اب سن لیں:

(۱) مکتبہ دارالسلام کیلئے زبیر صاحب نے ۱۹۹۸ء میں جو حاشیہ لکھا اسکے شروع میں مقدمۃ التحقیق ص ۱۸، ۱۹، ۲۱ میں خود تین جگہ صحابہؓ کے ناموں کے ہمراہ حضرت کا لفظ استعمال کیا، ص ۱۸ پر حضرت معاذ بن جبلؓ اور بقیہ کتاب ''نماز نبوی'' میں بھی

۴۴۷ مقامات پر صحابہؓ کے ناموں کیساتھ ''حضرت'' کا لفظ باقی رکھا گیا۔

(۲) پھر مکتبہ بیت السلام کیلئے زبیر اٹکی صاحب نے ۲۰۰۵ء میں نماز نبوی کا جو حاشیہ لکھا اسکے مقدمۃ التحقیق ص ۶ پر بغیر لفظِ ''حضرت'' کے، صرف ''معاذ بن جبلؓ'' لکھا اور پوری کتاب میں بھی حضرات صحابہؓ کے ناموں سے حضرت کا لفظ حذف کیا گیا اور کوئی تحقیقی یا تصحیح کا نوٹ نہیں لکھا گیا۔

(۳) نعمانی کتب خانہ کیلئے زبیر علی زئی صاحب نے صلاۃ الرسولؐ کا حاشیہ تسہیل الوصول ۲۰۰۵ء میں ہی لکھا تو ص ۲۴، ۲۵ پر ۶ اہل حدیث بزرگوں کے ناموں کے ساتھ حضرت کا لفظ باقی رکھا اور بقیہ کتاب میں بھی تقریباً ۲۴۰ مقامات پر صحابہؓ کے ناموں کیساتھ لفظ حضرت باقی رکھا۔

بہتر ہوگا کہ وہ تحقیق منظر عام پر لائی جائے جس کی رو سے ۱۹۹۸ء میں نماز نبوی دارالسلام ایڈیشن میں تقریباً ۴۴۷ مقام پر صحابہؓ کے لیئے حضرت کا لفظ استعمال کرنا صحیح تھا ۲۰۰۵ء میں انہی زبیر صاحب نے تسہیل الوصول والے نسخے میں تقریباً ۲۴۰ مقام پر صحابہؓ کے ناموں کیساتھ حضرت کا لفظ باقی رہنے دیا۔ پھر یکا یک وہ کونسی عجیب تحقیق سامنے آئی کہ انہی زبیر صاحب نے اسی ۲۰۰۵ء میں نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن سے حضرت کا لفظ ہٹا دیا۔ ایک ہی شخصیت کے طرز فکر و عمل میں اس قدر تضاد اور ٹکراؤ؟ ع: اِک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔

موصوف حاشیہ نگار نے تو اِن مکتبات سے اپنا حقِ محنت وصول کرلیا، لیکن وہ اپنے مقلد قاری کو تذبذب کی حالت میں مبتلا کر گئے کہ وہ انکی کس تحقیق پر عمل کرے؟ اور صحابہؓ کیلیئے حضرت کا لفظ استعمال کرے یا نہ کرے؟ نیز وہ بجا طور پر سراپا سوال ہے کہ نماز نبوی کا کونسا ایڈیشن معتمد ہے اور کونسا ایڈیشن غیر معتمد ہے؟

(۴) ادھر انہی زبیر صاحب نے تسہیل الوصول میں چودھویں صدی کے غیر مقلد علماء

کے لئے جو لمبے چوڑے القاب لکھے وہ ملاحظہ ہوں:

(۱) امام اہل حدیث، الفقیہ، الامام، شمس الحق عظیم آبادی۔ (ص ۴۸)

(۲) شیخ الاسلام، الفقیہ، الامام، شمس الحق العظیم آبادی۔ (ص ۲۶۴)

(۳) امام اہل حدیث، شیخ الاسلام، الامام، الفقیہ عبدالرحمٰن مبارکپوری (ص ۴۸، ۱۶۴)

(۴) ہمارے شیخ الامام ابوالقاسم محبّ اللہ شاہ الراشدی۔ (ص ۴۶)

لیکن نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن میں انہیں صحابہ کرامؓ کے ناموں کیساتھ صرف حضرت کا لفظ بھی گوارا نہ ہوا۔

اصحابؓ کی عظمت کم کر دیں سرکارؐ کی سنت مٹ جائے
ہر دور میں اہل باطل کی ناپاک یہ سازش ہوتی ہے

(۹) امّی عائشہ رضی اللہ عنہا یا عائشہ رضی اللہ عنہا ؟

سنی: حضرت عائشہؓ یا نبی اکرم ﷺ کی کسی اور زوجہ مطہرہ کو امّی کہنا کیسا ہے؟

غیر مقلد: جب قرآن کریم کی سورہ احزاب میں ہے کہ: ﴿وأزواجه أمهاتهم...﴾

ترجمہ: "اور نبی اکرم ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں"۔

تو اِسکے بعد کسی زوجہ مطہرہ کو امّی کہنے کے صحیح ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ تو پیار کا انداز ہے اور محبت کا اظہار ہے۔

سنی: اگر کوئی شخص اپنی کتاب میں حضرت عائشہ، حضرت امّ حبیبہ اور حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھن کو امّی لکھ کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور یہ از روئے قرآن بھی صحیح ہے لیکن پھر وہی شخص اُسی کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں انکے نام سے امّی کا لفظ ہٹا کر صرف عائشہؓ، امّ سلمہؓ اور امّ حبیبہؓ لکھتا ہے تو اِس تصرّف کو آپ کیا عنوان دیں گے؟

غیر مقلد: امّت کی تمام مائیں اِن جیسی ایک ماں پر قربان جائیں، جو شخص انکو امّی کہنے

سے ہچکچاتا ہے اور اُنکے مبارک نام کے ساتھ امّی لکھ کر مٹاتا ہے وہ انتہائی بے ادب ہے، نا ہنجار ہے، گستاخ ہے اور بد ذوق ہے، لیکن آپ کس پس منظر میں یہ سوال کرر ہے ہیں؟

سنی: یہ بڑی اندوہناک کہانی ہے، بڑی دل سوز داستان ہے، تمھارے مسلک کے مصنف سید شفیق الرحمٰن زیدی نے کتاب ''نماز نبوی'' (دار السلام ایڈیشن ۱۹۹۸ء) کے ص ۱۵۸، ۲۳۰ اور ص ۲۷۴ پر امّی عائشہؓ اور ص ۳۰۰ پر امّی امّ حبیبہؓ اور امّ سلمہؓ لکھا ہے۔ لیکن اِسی کتاب کے مکتبہ بیت السلام ایڈیشن چہارم ۲۰۰۵ء میں اِسی جگہ ص ۱۰۳، ص ۱۹۷ اور ص ۲۳۶ پر امّی عائشہؓ کی بجائے عائشہؓ اور ص ۲۵۸ پر امّی امّ حبیبہؓ اور امّ سلمہؓ کی بجائے امّ حبیبہؓ اور امّ سلمہؓ لکھا ہے، اور امّی کا لفظ ہٹا دیا ہے۔ یہاں امّت اسلامیہ کا ہر فرد اور اِن عظیم ماؤں کا ہر فرزند بجا طور پر سوال کا حق رکھتا ہے کہ:

(۱) اگر امّی عائشہؓ، امّی امّ حبیبہؓ اور امّی امّ سلمہؓ کہنا صحیح ہے تو نماز نبوی کے بیت السلام ایڈیشن میں اِن پانچ مقامات سے ''امّی'' کا لفظ حذف کیوں کیا؟ اور (خاکم بدہن) اگر غلط ہے تو کیوں؟ نیز پھر نماز نبوی دار السلام ایڈیشن میں یہ لفظ تا حال کیوں موجود ہے؟

(۲) ۱۹۹۸ء کے دار السلام ایڈیشن میں امّی عائشہؓ لکھا ۲۰۰۵ء تک سات سال میں وہ کونسی نئی ریسرچ ہوئی جسکی بناء پر حضرت عائشہؓ کو امّی کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہونے لگی اور انہیں امّی لکھنا ممنوع ہو گیا اور قابل حذف و تبدیلی ٹھہرا؟ وہ ریسرچ منظر عام پر لائی جائے اور مکتبہ دار السلام کو بھی مہیّا کر دیجائے۔

(۳) نماز نبوی طبع بیت السلام کی تحقیق و تخریج اور تصحیح و تنقیح کرنے والے دونوں غیر مقلد مولوی صاحبان وہی ہیں جنہوں نے نماز نبوی کے دار السلام ایڈیشن میں تحقیق و تخریج اور تصحیح و تنقیح کا کام کیا اور خود محقق نے بھی ص ۲۰ پر امّی عائشہؓ لکھا۔ ان

سے بجا سوال ہے کہ اگر امّی عائشہؓ کہنا صحیح ہے تو بیت السلام ایڈیشن میں امّی کا لفظ حذف کرنے پر انہوں نے کوئی تحقیقی نوٹ کیوں نہ لکھا؟ اور (خاکم بدہن) اگر غلط ہے تو دار السلام ایڈیشن میں اِسکی تصحیح تا حال کیوں نہیں کرائی؟ الغرض دونوں ایڈیشنوں کے قارئین کو واضح اور مدلّل موقف سے آگاہ کر دیا جائے۔

(۴) بیت السلام ایڈیشن میں بعض مقامات پر امّی عائشہؓ کو بدل کر ام المؤمنین عائشہؓ لکھ دیا گیا ہے، یہاں بھی وہی سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ "آخر حضرت عائشہؓ کو امّی کہنے میں ہچکچاہٹ کیا ہے؟

(۵) حاشیہ نگار زبیر علی زئی اور عبد الصمد رفیقی صاحبان نے بھی نماز نبوی دار السلام ایڈیشن ص ۱۲۷ پر (تین جگہ) اور ص ۱۲۸ پر (دو جگہ) حاشیہ میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا، لیکن بیت السلام ایڈیشن ص ۱۶۳ اور ص ۱۹۶ کل پانچ مقامات پر امی کا لفظ حذف کر کے صرف "عائشہ رضی اللہ عنہا" لکھا، ان حاشیہ نگاروں نے اپنے زیدی مصنف کی خوشنودی اور بیت السلام والوں سے اپنی تجوریاں بھرنے کیلئے یہ اقدام تو کر لیا لیکن امتِ اسلامیہ کے کتنے دلوں کو چھلنی کر دیا؟ شاید انہیں اسکا احساس نہیں۔

(۶) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ﴿وأزواجه أمهاتهم﴾

ترجمہ: اور نبی اکرم ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت امّ حبیبہؓ اور حضرت امّ سلمہؓ کے اسماء گرامی کیساتھ امّی لکھکر دوسرے ایڈیشن میں اُسے مٹا دینا قرآن کے فیصلے کو ماننا ہے یا انکار کرنا؟ اٹھتے بیٹھتے قرآن وحدیث، قرآن وحدیث کا نام لینے والے اپنے اِس نعرے میں کس قدر سچے ہیں؟ ایمانداری سے آپ ہی فیصلہ کریں۔

(۷) اگر اہلحدیث برادری نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگاروں کے اِس اقدام سے

براءت کا اعلان نہیں کرتی، اگر مکتبہ دار السلام اور بیت السلام والے اس کتاب کی اشاعت کی بابت اپنے موقف پر نظر ثانی نہیں کرتے، اگر تمھارے مفتیوں کا قلم حرکت میں نہیں آتا، اگر تمھارے زعماء صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے، اگر تمھارے مضمون نگار اسپر تنقیدی مضامین نہیں لکھتے تو اسکا واضح مطلب یہ ہوگا کہ تم سب سید شفیق الرحمٰن زیدی، زبیر علی زئی اور عبد الصمد رفیق کے اس جرم میں برابر کے شریک ہو۔ معاف کیجئے گا بات لمبی ہوگئی لیکن یہ موضوع ہی ایسا حساس تھا۔

غیر مقلد: آپ محسوس نہ کریں، مجھے ذرہ بوریت نہیں ہوئی، آپ نے تو ایسے چشم کشا حقائق واضح کئے ہیں کہ ہماری اُنکی طرف کبھی توجہ بھی نہیں گئی۔ باوجودیکہ یہ کتابیں اور ایڈیشن ہمارے زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر سید شفیق اور اُنکی کتاب نماز نبوی کا تو ہمارے حلقہ میں بڑا چرچا تھا لیکن جب اُنکی علمی اور نظریاتی پختگی کا یہ عالم ہے کہ کل کچھ کہا تھا، آج کچھ کہتے ہیں اور پتہ نہیں کل کیا کہیں گے؟ تو ان پر کیا اعتماد باقی رہ گیا؟ کون اُنکے ہر ہر ایڈیشن کا موازنہ کریگا؟ عام قاری کو کیا پتہ کہ موصوف نے ہر نئے ایڈیشن میں کیا کیا گل کھلائے ہیں؟

یہی صورتحال تحقیق وتخریج اور تصحیح و تنقیح کرنے والوں کی ہے جو دار السلام اور بیت السلام دونوں گروپوں کے متضاد موقف میں ایڈجسٹ ہو جاتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہماری علمی قیادت، ہماری مذہبی لیڈرشپ اور ہمارے پالیسی ساز ادارے ہمیں لاشعوری طور پر کہاں لے جارہے ہیں؟ معاصرین کی اہانت، اکابر کی بے ادبی اور سلف کی گستاخی کے تدریجی مراحل طے کراکے اب وہ صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کی بے ادبی کیلئے میدان میں اتر رہے ہیں۔

سنی: معاف کیجئے گا غیر مقلدین کی تحریک وہ میٹھا زہر ہے جسکا احساس وادراک ہر شخص

نہیں کر پاتا، ایک عام آدمی کو نماز کے چند اختلافی مسائل میں الجھا کر بالاخر جس گڑھے میں لا کر پھینکا جاتا ہے وہ آپنے سابقہ گفتگو میں سن لیا۔ سچّی بات ہے ہمارے علماء تمہارے چند اختلافی مسائل تم لوگوں کو اس لئے سمجھاتے ہیں کہ بالاخر تم اِس انجام سے بچ جاؤ۔ میں نے تو چند حقائق کی طرف آپکی توجّہ مبذول کرائی ہے جن پر مزید تحقیق و ریسرچ اور غور و خوض آپ حضرات کا کام ہے، اب آخر میں گفتگو کا خلاصہ پیش خدمت کر کے موضوع ختم کرتے ہیں:

جو امّی حمیراءؓ کو امّی نہ مانے ☆ وہ بن باز مفتی کو ابّو بلائے

جسارت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

جو نامِ صحابہؓ سے حضرت مٹائے ☆ وہ اپنے بزرگوں کو حضرت بلائے

اہانت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

غیر مقلد: یوں لگتا ہے کہ شیخ ابن بازؒ کیساتھ ہمارے علماء کی خط و کتابت کا آپکو علم ہے جسمیں وہ اُنہیں ''سماحة الوالد'' والد محترم سے مخاطب کرتے تھے۔

اچھا آپ نے جو یہ کہا کہ مکتبہ دار السلام کو بھی اِس کتاب کی اشاعت پر نظر ثانی کرنی چاہیئے، انکی شائع کردہ نماز نبوی میں تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں پھر کیوں؟

سنی: جب امّی عائشہؓ کو عائشہؓ لکھنے سے اور صحابہؓ کے نام سے حضرت کا لفظ ہٹانے سے مصنّف کا ''زیدی'' رجحان اور محقّق کی ''زی'' حقیقت واضح ہوگئی تو ایسے شخص کی کتاب کی مزید اشاعت سے لوگ کنفیوز ہوں گے۔

غیر مقلد: یہ آپ نے عجیب نکتہ نکالا کہ نماز نبوی کا مصنف ''زیدی'' ہے اور اسکا محقق ''زی'' ہے یعنی آدھا زیدی ہے۔ باقی دل کی باتیں اللہ جانے۔

اچھا تو آپنے آخری شعر میں کہا ہے کہ:

جو نامِ صحابہؓ سے حضرت مٹائے ☆ وہ اپنے بزرگوں کو حضرت بلائے

پہلے مصرعہ کا مفہوم تو واضح ہے کہ نماز نبوی مکتبہ بیت السلام میں ۲۴۷ مقامات پر صحابہؓ کے نام سے حضرت ہٹا دیا گیا لیکن دوسرے مصرعہ سے آپکی کیا مراد ہے؟

سنی : صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے شروع میں ''علماء کی آراء'' میں ص ۱۶۔۱۹ پر دیکھیں:

''حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا محمد نور حسین صاحب، حضرت مولانا احمد دین صاحب، حضرت مولانا محمد صاحب'' چھ غیر مقلد علماء کے نام کیساتھ ''حضرت'' کا لفظ نیز مولانا اور صاحب استعمال کیا گیا ہے۔ تسہیل الوصول والے نسخے میں بھی ص ۲۴، ۲۵ پر یہ القاب موجود ہیں اور پوری کتاب صلاۃ الرسولؐ میں بھی تقریباً ۲۴۰ مقامات پر صحابہؓ کے نام کے ساتھ حضرت کا لفظ باقی رکھ کر زبیر صاحب نے ۲۰۰۵ء میں اس پر تحقیق وتخریج کی مہر ثبت کی، جبکہ ۲۰۰۵ء میں ہی ''نماز نبوی'' بیت السلام ایڈیشن میں تقریباً ۲۴۷ مقامات سے ''حضرت'' کا لفظ حذف کر کے اس پر تحقیق وتخریج کی مہر ثبت کی۔ یہ تضاد کیوں ہے؟

سمجھے تھے نہ سمجھیں گے کبھی دین وہ دانش
اصحاب نبیؐ کے جو وفادار نہیں ہیں

الغرض نماز نبوی کا قاری حیرانی کے عالم میں دوراہے پر پریشان کھڑا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور دیگر ازواج مطہرات کو امّی کہے یا نہ کہے؟ اور حضرات صحابہؓ کے ناموں کیساتھ حضرت کا لفظ لگائے یا نہ لگائے؟

(۱۰) گنبد خضراء کی بابت غیر مقلدین کا موقف

سنی: نماز نبوی مطبوعہ دار السلام کے ٹائیٹل کی بابت آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

غیر مقلد : عموماً دار السلام کی کتابوں کے ٹائیٹلوں کے کیا کہنے؟ نماز نبوی کا ٹائیٹل بھی کیا خوب ہے؟ خوبصورت رنگوں کی آمیزش جدید عالمی تقاضوں کے مطابق گہرے نیلے

رنگ کی چھاپ، مختلف مینار اور محراب ۔لیکن آپ نے یہ سوال کیوں کر دیا؟ کیا ہماری گرافک ڈیزائننگ سے بھی آپ کو اختلاف ہے؟

سنی :اس ٹائیٹل میں محراب، مینار حتی کہ گنبد خضراء سے ملحقہ مینار اور محراب عثمانی کا گنبد تو موجود ہے لیکن گنبد خضراء کو ڈیزائننگ میں غائب کیوں کیا گیا ہے؟ یہ قصداً ہے یا اتفاقاً ہے؟

غیرمقلد :آپ بڑے گہرے سوالات کرتے ہیں، یہ بڑا حساس نوعیت کا سوال ہے، پاکستان میں رہتے ہوئے ہم اس راز سے پردہ نہیں اٹھانا چاہتے کہ اس سے ہمارے لئے بہت سے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے، الغرض گرافک ڈیزائنگ کو تو آپ نظر انداز کر دیں نا۔

سنی: کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے، نعمانی کتب خانہ کی شائع کردہ "صلاۃ الرسول ﷺ سیالکوٹی" کے ٹائٹل میں مسجد نبوی کا وہ مینار اور حصہ شامل کیا گیا ہے جسمیں گنبد خضراء نہیں ہے، نیز دار السلام اور دار الداعی سے شائع شدہ فتاوی میں مسجد نبوی شریف کا مینار موجود ہے، لیکن گنبد خضراء غائب ہے، جبکہ دار الداعی کے ٹائٹل میں تو مسجد نبوی شریف کے گنبد خضراء کی بجائے کوئی اور گنبد لگا دیا گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی نظریاتی پہلو ہے تو آپ ہمیں بھی اعتماد میں لیں اور حسب سابق دلیل کی زبان میں بات چیت ہو، آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ میں نے ابھی تک منفی جذبات کا مظاہرہ نہیں کیا۔

غیرمقلد :دراصل ہمارے اہل حدیث حضرات گنبد خضراء کے حق میں نہیں، دیکھئے ہمارے استاذ الاساتذہ کی کتاب میں لکھا ہے: ''قبہ مبارک کے یہ تغیرات کوئی شرعی سند نہیں ہیں''۔ (رسالہ زیارت قبور ص:۲۶) ''اور آپکو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شروع سے ہی کمرے میں بنائی گئی تھی آج بھی کمرے میں ہے، صرف اس کمرے کو مزین کر دیا گیا ہے، اسلئے اس کمرے کو گرانا صحیح نہیں''۔ (۳۵۰ سوالات ص ۳۶۹۔۳۷۰)

کمرہ اور گنبد دو علیحدہ چیزیں ہیں ہمارے مصنف نے صرف کمرہ کو نہ گرانے کی بات کی ہے گنبد کی نہیں، پاک و ہند کے ماحول میں ہم اِس سے زیادہ کھل کر بات نہیں کر سکتے، بس یہی کر سکتے ہیں کہ گنبد کے عدم تحفظ کا اشارہ کر دیا۔ اور چونکہ ہمارے مکتبات والے خالص نظریاتی لوگ ہیں لہٰذا ان ٹائیٹلوں میں گنبد خضراء کو غائب کر کے اسی نظریہ کی عکاسی کی گئی ہے۔

سنی :تم نے تو میری اور عالم اسلام کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا، آج تک تو ہم سنتے تھے کہ تم لوگ گنبد خضراء کی بابت اس طرح کے افکار رکھتے ہو، یہ ٹائیٹل دیکھ کر مجھے شک پڑا، لیکن تم نے بحوالہ اس کی تصدیق کر دی۔ یہ بڑا حسّاس موضوع ہے لیکن تم بے حسوں کو اس کا احساس کہاں؟ مناسب محسوس ہوتا ہے کہ میں تمہیں اس کی کچھ تفصیل سے آگاہ کروں۔

ع: شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

۸۸ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حجرات شریفہ کو مسجد نبوی شریف میں شامل کر دیا تو حجرہ عائشہؓ بھی مسجد میں آ گیا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد کی چھت بنائی تو حجرہ عائشہؓ کے برابر والی بالائی جگہ کو مسجد کی عام چھت سے نصف قامت بلند کر دیا تاکہ چھت پر آنے والے کو اس محترم جگہ کا اندازہ ہو اور اس کے پاؤں حجرہ عائشہؓ پر نہ پڑیں، تا آنکہ ۶۷۸ھ میں سلطان قلاون الصالحیؒ نے اسی نصف قامت بلند جگہ کو گنبد کی شکل دے دی، بنیادی مقصد وہی تھا کہ حجرہ شریفہ کے موازی جگہ کا تعیّن رہے اور چھت پر آنے والے کسی شخص کا پاؤں اس جگہ پر نہ پڑے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (وفاء الوفا ۶۰۸/۲، ۶۰۹)۔

سبز گنبد کی الفت جو ہے دلنشیں ☆ اس پہ حیرت تجھے کیوں ہے اے ہم نشیں
میرے محبوب آقا یہیں ہیں مکیں ☆ میرا سوز دروں شعلہ زن ہو گیا

الغرض آپ نے اندازہ کرلیا کہ گنبد خضراء کا ایک خاص پس منظر ہے، یہی وجہ ہے کہ گنبد خضراء کے علاوہ ہم کسی اور قبر پر گنبد وغیرہ بنانے کے حق میں نہیں ہیں۔

غیر مقلد :میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ کرے کہ ہمارے ہم مسلک لوگوں میں بھی علم کا رجحان پیدا ہو اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں۔ ورنہ ہمارے علماء تو انہیں نماز کے پانچ چھ اختلافی مسائل سے باہر جانے ہی نہیں دیتے۔

(۱۱) ایک گستاخانہ نظریہ

سنی :آج بات چل نکلی ہے تو اسے مزید بڑھانے کے لیئے میں آپ سے دریافت کروں گا کہ شیخ البانی صاحب کی بابت آپ حضرات کا کیا خیال ہے؟

غیر مقلد :ہمارے طبقے میں شیخ البانی صاحب کا بہت احترام ہے، ہمارے علماء کی اکثر علمی کاوشیں شیخ البانی صاحب کی تصنیفات کی مرہون منت ہیں، نماز کے موضوع پر شیخ البانی کی ایک کتاب "صفۃ صلاۃ النبی ﷺ" ہے جس کا اردو ترجمہ عبدالباری صاحب نے کیا ہے جو اہل حدیث تعلیمی سوسائیٹی یوپی ہندوستان سے چھپا ہے۔ اس کے ٹائیٹل پر شیخ البانی کو ان القاب سے نوازا گیا ہے جو ہمارے موقف کی ترجمانی ہے:

"مجدّد وملّت، محدّث عصر، فقیہ دہر علامہ محمد ناصر الدین الألبانی"۔

نیز ہماری نماز نبوی کے صفحہ ۱۶۳ پر ہمارے ذہبی صاحب نے انہیں امام البانی لکھا ہے، جبکہ دار السلام نے البانی صاحب کی شخصیت پر جو کتاب چھاپی ہے اسکے ٹائیٹل پر انہیں مجدد دین، محدث کبیر، محقق شہیر لکھا ہے اور اسکے ص ۱۷ پر انہیں امام ابن تیمیہؒ اور محمد بن عبدالوہابؒ کے بعد عالم اسلام میں فضیلت کے تیسرے درجہ پر فائیز کہا گیا ہے۔

سنی :اب ذرہ دل پر ہاتھ رکھ کر شیخ البانی صاحب کا نظریہ ملاحظہ کریں اور اس پر اپنا بے لاگ تبصرہ بیان کریں۔

ان کی ایک کتاب ''مناسک الحج و العمرة'' ہے اس کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں مکتبة المعارف سے چھپا ہے اس کے صفحہ ۶۰ پر عنوان ہے ''بدع الزیارة فی المدینة المنورة'' (مدینہ منورہ میں زیارت کی بدعتیں) اس میں انہوں نے ۳۵ بدعتوں کا ذکر کیا ہے، اس کے صفحہ ۶۱ پر ایک ایسا دل سوز اور گستاخانہ نظریہ درج ہے جس کو نقل کرنے سے ہاتھ لرز رہا ہے اور قلم شرما رہا ہے:

موصوف نے مدینہ منورہ کی ۳۵ بدعتوں میں سے ایک بدعت یہ بھی لکھی ہے کہ:

''ابقاء القبر النبوی فی مسجده''

ترجمہ: ''مسجد نبوی شریف میں نبی ﷺ کی قبر کو باقی رکھنا''۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا پس منظر ہے؟ میری زبان اس کے بیان سے معذرت کر رہی ہے میرا قلم اس کو لکھنے سے انکاری ہے۔

بس اتنا کہہ دوں کہ کفّار نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے جسم مبارک کو قبر شریف سے نکالنے کی مذموم سازشیں کیں۔ لیکن وہ خفیہ سازشیں تھیں، ایک ایسا جرم تھا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، میرا اندازہ ہے کہ ان سازشیوں کا ضمیر بھی انکے اس عمل کو کائنات کا سب سے بڑا جرم قرار دے رہا ہوگا، لیکن تمہارے امام البانی موصوف نے اس جگہ پر قبر نبوی کو بدعت کہہ کر ان سازشیوں کو سازش کا شرعی جواز فراہم کر دیا، جو کہ اس امت کی تاریخ میں اسی کا حصہ ہے۔ آدھی سطر کی اس مذموم عبارت سے پیارے پیغمبر ﷺ کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ اس عبارت نے پوری امت کا دل چھلنی کر دیا ہے۔ آج کسی لگی لپٹی کے بغیر تم اپنا موقف واضح کرو کہ اس البانی کو امام اور مجدد ماننے والوں کے ساتھ ہو؟ اور اس کے اس موقف کی تائید کرتے ہو؟ یا اس سے اور اس کے اس موقف سے براءت کا اعلان کرتے ہو؟ اور تم البانی صاحب کو صحیح سمجھتے ہو یا

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیزؒ کو جنہوں نے علماء وقت کے مشورے سے مسجد نبوی شریف کی توسیع کی تو حجرہ عائشہؓ کی جگہ مسجد میں آگئی اور آج تک البانی صاحب کے علاوہ کسی اور نے اِسے بدعت نہیں کہا۔

غیر مقلد :البانی کا یہ نظریہ پہلی دفعہ میرے علم میں آیا، میں اور میرے ماں باپ اپنے محبوب آقا ﷺ پر قربان جائیں میں البانی صاحب کے اس گستاخانہ نظریہ سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور جو اہل حدیث اس کو امام اور مجدد مانتے ہیں ان سے بھی براءت کا اعلان کرتا ہوں اس نظریہ کا حامل امام اور مجدد انہی کو مبارک ہو، میں آئندہ ایسے لوگوں کی کتابیں پڑھنے اور ان کا نظریہ رکھنے سے بھی علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں، میرا خیال ہے کہ معاصرین کی گستاخی کے زینہ پر چڑھتے چڑھتے یہ لوگ اکابرامت کی شان میں بدزبانی اور گستاخی کرتے کرتے اب صحابہ کرامؓ کے بارے میں بھی بے ادبی سے نہیں چوکتے اور یہی سلسلہ بڑھتے بڑھتے پیارے پیغمبر ﷺ تک جا پہنچا۔

سنی :آپ کا یہ ردعمل آپ کے اخلاص کی علامت ہے، امید ہے کہ جس غیر مقلد میں بھی اخلاص وللّٰہیت کا جذبہ ہوگا جسمیں دینی حمیّت ہوگی جسکے دل میں پیغمبرﷺ کی عظمت ومحبت ہوگی جسے خوف خدا ہوگا وہ البانی اور اس کے غیر مقلد مدّاحوں سے براءت کا اعلان کردے گا جو اُسے امام اور مجدّد مانتے ہیں۔ ایسا امام اور مجدّد اُنہی کو مبارک ہو جنہیں مقام نبوت کے تقدس کا بھی احساس نہیں ہے۔

اے نسیم سر کو جھکا کے چل یہ ادب کی جا ہے ذرا سنبھل
جہاں عظمتیں ہیں جھکی ہوئی یہ انہیں کا پاک دیار ہے
جہاں سطوتیں ہیں خمیدہ سر جہاں رفعتیں ہیں شکستہ پر
جہاں جبرئیل ہیں دم بخود یہ مرے نبی کا وقار ہے (تائبؔ)